ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۵ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ
۱۴ جولائی ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ"، قَالَ قُلْتُ: اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَنْفَسُھَا عِنْدَ اَھْلِھَا، وَاَکْثَرُھَا ثَمَنًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کون سا عمل افضل و بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کرنا، پھر میں نے عرض کیا، کہ کون سا غلام آزاد کرنا افضل و بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ جو اپنے مالک کو بہت پیارا اور سب سے زیادہ قیمتی ہو (بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ: رَاَیْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ وَعَلٰی غُلَامِہٖ مِثْلُھَا، فَسَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ، فَذَکَرَ اَنَّہٗ سَابَّ رَجُلًا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَیَّرَہٗ بِاُمِّہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّکَ امْرُؤٌ فِیْکَ جَاھِلِیَّۃٌ" ھُمْ اِخْوَانُکُمْ، وَخَوَلُکُمْ جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ کَانَ اَخُوْہُ تَحْتَ یَدِہٖ فَلْیُطْعِمْہُ مِمَّا یَاْکُلُ وَلْیُلْبِسْہُ مِمَّا یَلْبَسُ، وَلَا تُکَلِّفُوْھُمْ مَا یَغْلِبُھُمْ فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْھُمْ فَاَعِیْنُوْھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ حضرت معرور بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، کہ آپ پر ایک جوڑا تھا۔ اور آپ کے غلام پر بھی ویسا ہی لباس تھا۔ تو میں نے اس کا سبب دریافت کیا حضرت ابوذر نے بیان کیا۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کی کسی آدمی سے تیز کلامی ہوگئی تو حضرت ابوذرؓ نے اس کو اس کی ماں کا نام لے کر شرم دلائی (کیونکہ اس کی ماں ایرانی تھی) اس پر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ میں جاہلیت کا اثر ہے۔ وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے خدام ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے زیر دست بنایا ہے۔ سو جن کا بھائی اس کے ماتحت ہو۔ تو وہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے۔ اور وہ لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور برداشت سے زیادہ کام کی ان کو تکلیف نہ دو اور اگر اس قسم کی تکلیف ان کو دیتے ہو تو پھر ان کی مدد کرو (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمْ خَادِمُہٗ بِطَعَامِہٖ فَاِنْ لَّمْ یُجْلِسْہُ مَعَہٗ فَلْیُنَاوِلْہُ لُقْمَۃً اَوْ لُقْمَتَیْنِ اَوْ اُکْلَۃً اَوْ اُکْلَتَیْنِ فَاِنَّہٗ وَلِیَ عِلَاجَہٗ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے۔ اور وہ اس کو اپنے ساتھ (کھانے پر) بٹھانا گوارہ نہ کرے۔ تو (کم از کم) ایک یا دو نوالہ اس کو چکھا دے، یا ایک یا دو لقمہ اس کو دے دے۔ اس لئے کہ وہی بمشقت اسے تیار کرکے لایا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَمْلُوْکُ الَّذِیْ یُحْسِنُ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ، وَیُؤَدِّیْ اِلٰی سَیِّدِہِ الَّذِیْ عَلَیْہِ: مِنَ الْحَقِّ، وَالنَّصِیْحَۃِ، وَالطَّاعَۃِ، لَہٗ اَجْرَانِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وہ غلام جو اپنے رب کی اچھے طریقہ سے عبادت کرتا ہے اور اُس کے سردار کا اس پر جو حق واجب ہے۔ اس کو ادا کرتا ہے (خواہ وہ نصیحت سے ہو یا اطاعت سے) تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے (اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْعِبَادَۃُ فِی الْھَرْجِ کَھِجْرَۃٍ اِلَیَّ"، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فتنہ کے زمانہ میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرکے آنے کے برابر ہے (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَقَاضَاہُ فَاَغْلَظَ لَہٗ، فَھَمَّ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "دَعُوْہُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا"، ثُمَّ قَالَ "اَعْطُوْہُ سِنًّا مِّثْلَ سِنِّہٖ"، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّہٖ قَالَ: اَعْطُوْہُ فَاِنَّ خَیْرَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَآءً"، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے قرض کا تقاضا کر رہا تھا اور آپ پر اس نے سختی کی۔ آپ کے صحابہؓ نے اس کو ڈرانے کا ارادہ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس کو چھوڑ دو۔ اس لئے کہ صاحب حق کو کہنے کا حق ہے پھر فرمایا، کہ اس کو اس کے اونٹ کے برابر عمر والا اونٹ دے دو (آپ نے اس سے اونٹ قرض لیا تھا)، تو صحابہ نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ! اونٹ نہیں ہے مگر اس سے عمر میں زائد اور اچھا فرمایا وہی دے دو، کیونکہ تم میں بہترین حضرات وہ ہیں جو قرض خوبی سے ادا کریں (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ، وَاِذَا اشْتَرٰی، وَاِذَا اقْتَضٰی" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو نرمی کرتا ہے۔ جب کوئی چیز بیچتا اور خریدتا ہے۔ اور جب کہ وہ اپنے حق کا تقاضا کرتا ہے (بخاری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۴ جولائی ۱۹۶۷ء | شمارہ ۱۰

اقوام متحدہ کی آزمائش

یہ بات پوری طرح واضح ہو چکی ہے کہ عرب ممالک کے خلاف اسرائیل کا جارحانہ حملہ امریکہ اور برطانیہ کی مشترکہ سازش کا نتیجہ تھا۔ اور اس کا مقصد نو آبادیاتی نظام اور سامراج کے خلاف افریشیائی ممالک کی تحریک اور ان کے اتحاد کو تباہ و برباد کرنا اور عربوں کی عسکری قوت پر ضربِ کاری لگانا تھا۔ بظاہر یہ مقصد سامراجیوں نے حاصل کر لیا ہے۔ لیکن عرب اسرائیل قضیہ کو صرف اسی حد تک محدود قرار دے کر اس میں مزید الجھنیں پیدا کرتے جانا سامراجیوں کی بہت بڑی شرارت کے علاوہ خود فریبی بھی ہے —— انہیں معلوم نہیں کہ یہ مسئلہ صرف عربوں ہی کے لئے نو آبادیاتی نظام سے نپٹنے کا نہیں۔ بلکہ یہ اسلام کا مسئلہ ہے۔ جس سے دنیا بھر کے مسلمان متاثر ہوئے ہیں۔ بیت المقدس پر اسرائیل کا قبضہ تنہا عربوں کا معاملہ نہیں بلکہ یہ مسلمانانِ عالم کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے —— کیونکہ بیت المقدس ان کا قبلۂ اوّل ہے اور وہ کسی صورت میں بھی اس پر اغیار کا قبضہ گوارا نہیں کر سکتے —— امریکہ چاہے اسرائیل کی کتنی ہی مدد کرے اور برطانیہ اسے کتنی ہی شہ دے مسلمانانِ عالم مقاماتِ مقدس پر غیروں کے تسلط کے معاملے میں ہرگز خاموش نہیں رہینگے۔ اسرائیل کو یہ خیالِ خام اپنے دماغ سے نکال دینا چاہیئے کہ وہ بیت المقدس پر اپنا فوجی تسلط برقرار رکھ سکے گا۔ فرانس کا صدر جنرل ڈیگال جیسا آدمی جس نے صرف ۱۱ سال قبل اسرائیل اور برطانیہ کے ساتھ مل کر مصر پر فوج کشی کی تھی آج اپنی کابینہ کے اجلاس میں نہ صرف اسرائیلی جارحیت کی غیر مشروط مذمت کرتا ہے بلکہ فوجی طاقت سے مفتوحہ علاقوں کو زیرِ تسلط رکھنے کے اصول کو ناقابلِ برداشت بھی قرار دیتا ہے۔ اور یہ بات پھر صدر فرانس ہی پر موقوف نہیں، بلکہ بہت سے ممالک نے عربوں کو مظلوم سمجھتے ہوئے ان کے مؤقف کی حمایت کی ہے۔ امریکہ نے اگرچہ اپنے لاطینی ممالک کو دباؤ ڈال کر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کی قرارداد کے حق میں ووٹ دینے سے باز رکھا۔ پھر بھی وہ قرارداد پاس ہو گئی۔ جو امریکہ کی اخلاقی شکست کا واضح ثبوت ہے۔ پاکستان کی جرأت و جسارت قابلِ داد ہے کہ اس نے قرارداد میں امریکہ کا مشورہ ہرگز قبول نہیں کیا۔ اور نہ صرف خود کھلے دل سے اپنے عرب بھائیوں کی حمایت کا اعلان کیا، بلکہ دیگر ممالک کی رائے بھی جیت لی۔ اس قرارداد میں بیت المقدس کے اسرائیل میں انضمام کی کارروائی کو غلط قرار دیا گیا ہے اور اسرائیل سے کہا گیا ہے کہ وہ اس مقدس شہر کی حیثیت کو تبدیل نہ کرے۔ پاکستان اور دیگر ممالک کے لئے یہی ایک آئینی طریقہ تھا جو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اب یہ فرض ادارۂ اقوام متحدہ کا ہے کہ وہ مقبوضہ عرب علاقوں کو اسرائیل سے خالی کرائے اور بیت المقدس کے شہر کو خاص طور پر عربوں کے حوالے کر کے عدل و انصاف کا اہم تقاضا پورا کرے۔

اگر ادارۂ اقوام متحدہ نے اس فرض کو مستعدی سے سرانجام نہ دیا تو دنیا سمجھ چکی ہے کہ اس کی حیثیت بڑی طاقتوں کے آلۂ کار سے زیادہ نہیں اور پھر کچھ بعید نہیں کہ ملکوں کی اکثریت اس کی رکنیت سے الگ ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی ادارے کے سربراہوں کی سازشوں اور ناانصافیوں کی بناء پر عالمی امن کے خرمن میں جو چنگاری پڑے گی اس کی براہِ راست ذمہ داری اسی ادارے پر ہو گی۔

پاکستان کی قرارداد جو جنرل اسمبلی میں منظور ہو چکی ہے اگرچہ سارے قضیہ کا مکمل حل نہیں ہے مگر اس نے بھی کم از کم اقوام متحدہ کو آزمائش میں ضرور ڈال دیا ہے۔ اگر اقوام متحدہ اس قرارداد پر بھی عمل نہ کرا سکی تو ظاہر ہے اس کا وجود عبث اور اس کی حیثیت تقریروں کے بین الاقوامی اکھاڑے سے زیادہ کچھ نہیں ہو گی۔ اور وہ دن دور نہیں کہ جب یہ ادارہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔

درحقیقت ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جنرل اسمبلی کم از کم غیر جانبدار ممالک کی قرارداد منظور کر لی جو امریکہ اور برطانیہ کی انصاف سوز سرگرمیوں اور دباؤ سے مسترد ہو گئی ہے۔ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ بعض ممالک کو جو دل سے اسرائیل کے اقدام کو غلط تصور کرتے تھے اور جنرل اسمبلی میں ان کے نمائندے اسرائیل کی مذمت کر چکے تھے ووٹ دیتے وقت بے بس ہو گئے اور نتیجۃً امریکہ کی دھاندلی کی بن آئی۔ ہمارے نزدیک اقوام متحدہ کا وقار اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ وہ پاکستانی قرارداد پر فوری طور پر عمل کرائے اور اس کے بعد حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے اور انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسرائیل کی متفقہ طور پر مذمت کرے اور اس کی فوجوں کو حکماً جنگ سے پہلے کی پوزیشن پر واپس جانے کے لئے مجبور کر سکے —— ہمارا یقین ہے کہ اگر اقوام متحدہ ایسا نہ کرا سکی تو پھر اس کے دن تھوڑے ہیں اور تیسری عالمگیر جنگ کو دنیا کی کوئی طاقت بھی نہ روک سکے گی۔

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

ایک نیا بل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً ومصلیاً وسلماً۔

ایک صاحب کا خط آیا ہے۔ جو غالباً اسمبلی کے ممبر ہیں۔ وہ ایک نیا بل پیش کرنا چاہتے ہیں کہ باپ بیٹے کو اگر دو بیٹی کے حصہ سے زائد کا ہبہ کرنا چاہے۔ تو وہ قانون سے معتبر نہ ہوگا۔ اس کے لئے ذیل کا خط آیا تھا۔ اور بتایا گیا ہے کہ اس بل کی تائید میں پندرہ علمائے دین کے دستخط بھی ہیں۔ اس لئے اس مسئلہ پر جو جواب تفصیل سے عرض کیا گیا ہے۔ وہ پیش ہے۔ تاکہ اہل علم اور ہوشمند طبقہ اس پر خوب غور خوض کرسکے اور ضرورت کے وقت خالی الذہن نہ ثابت ہوسکے۔

خط مکرمی ومعظمی۔ سلام مسنون۔ جب سے پاکستان میں شریعت ایکٹ نافذ ہوا ہے۔ لوگوں نے اپنی لڑکیوں کو ان کے حق وراثت سے محروم کرنے کے لئے عجیب چور دروازہ دریافت کر لیا ہے۔ یہ کہ وہ اپنی جائداد زندگی ہی میں بیٹوں کو ہبہ کر دیتے ہیں۔ اور ترکہ میں تقسیم کے لئے باقی کچھ بھی نہیں چھوڑتے۔ تاکہ نہ رہے بانس اور نہ رہے بانسری۔ لڑکی کو اس کے شرعی حق سے محروم کرنے کی یہ صورت حال اس قدر افسوسناک ہے۔ کہ ایک طرف معاشرہ کو ہندو رواج پر گامزن رہنے کے لئے راہ ہاتھ آگئی جس سے قانون شریعت اسلامی کو بپا کرنے والا شریعت ایکٹ بے معنی ہوکر رہ گیا، اور دوسری طرف ملک کا مروجہ قانون لڑکی کی کوئی مدد نہیں کرتا۔ اس بارہ میں آپ سے کچھ رہنمائی حاصل کرنے کی ہمیں خواہش ہے ہم نے اسلامی فقہ کی کچھ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس مطالعہ کے نتیجہ میں پیدا شدہ کچھ سوالات کا حل آپ کی ذات گرامی سے مطلوب ہے۔ تاکہ منشائے شریعت کو شرح صدر کے ساتھ سمجھا اور اختیار کیا جاسکے۔ اور پھر اس خرابی کو حل کرنے کی فکر کی جاسکے امید ہے۔ کہ آپ اس میں دلچسپی لیں گے اور رہنمائی کرکے عند اللہ ماجور ہوں گے

فتاوی امدادیہ اشرفیہ جلد سوم ص۹۶ پر درالمختار[1] کا حسب ذیل فتویٰ ملاحظہ ہو۔ فی الدر المختار قبیل باب الرجوع فی الہبۃ عن الخانیۃ لاباس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبۃ لانہا عمل القلب وکذا فی العطایا ان لم یقصد بہ الاضرار وان قصدہ سوی بینہم یعطی البنت کالابن عند الثانی وعلیہ الفتویٰ۔ فی رد المختار ای علی قول ابی یوسف من ان التنصیف بین الذکر والانثیٰ افضل من التثلیث الذی ہو قول محمد (الخ)

سوال یہ ہے کہ جب جائداد اولاد کو ہبہ کی جائے اور کسی سے بھی ترجیحی سلوک برتا جائے اگر اس میں دوسروں کی رضامندی نہ ہو تو یہ ترجیحی سلوک لازماً دوسروں کے نقصان کا موجب ہوگا۔ اگر اس فتویٰ میں درج لفظ ضرر کا مفہوم یہی ہے۔ تو لڑکی کو لڑکے کے برابر حصہ کون دے گا۔ اور اگر یہ فتویٰ استحباب کا مقام رکھتا ہے۔ اور عدالت اس پر عمل درآمد نہیں کروا سکتی تو پھر اس فتویٰ سے کیا حاصل؟

موطا امام محمد ص۳۶۷ پر مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ قال محمد[2] ہذا کلہ ناخذ ینبغی للرجل ان یسوی بین ولدہ فی النحلۃ ولا یفضل بعضہم علی البعض مقدمہ التعلیق الممجد ص۲۰ باب النحل میں ینبغی کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ ینبغی سے مراد یجب بھی ہوسکتا ہے۔ اگر اس فتویٰ کو وجوب کا درجہ مل کر قانونی مقام حاصل ہو جائے۔ تو پھر امام محمدؒ امام ابو یوسف کے مندرجہ بالا فتویٰ سے اختلاف کرکے فرماتے ہیں کہ لڑکی کا حصہ لڑکے کے حصہ کے برابر نہیں بلکہ کالمیراث لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ہوگا براہ کرم تشریح فرمائیں۔ کہ مندرجہ بالا فتویٰ ملکی قانون کی اصلاح میں کیسے اور کیونکر مدد دے سکتے ہیں۔ اور حنفی فقہ کی رو سے اس خرابی کا سدباب کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ کہ اس مسئلہ کا واضح حل قرآن مجید میں موجود ہے حسب ذیل آیت قابل غور ہے۔ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ[3] (تشریح) اللہ تعالےٰ کے اس حکم پر عملدرآمد انسان کی موت کے بعد ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ترکہ کی تقسیم کا سوال مرنے کے بعد ہی پیدا ہوتا ہے۔ لیکن خدا کا یہ حکم صاف طور پر اپنے اندر یہ مفہوم بھی رکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص دوران زندگی اپنی جائداد اپنی اولاد کو تقسیم کرے تو وہ اس حکم کا پابند ہے۔ اس حکم کی خلاف ورزی کوئی شخص زندگی کے دوران کرے تو کوئی طاقت اسے اسے شرعی جواز نہیں بخش سکتی۔ لہذا اولاد کو ایسا ہبہ یا عطیہ جس میں قرآنی تقسیم سے انحراف کیا گیا ہو شرعاً باطل اور کالعدم ہوگا۔ فتاوی نذیریہ جلد ۲ ص۱۰۲ و ۱۰۱ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ زیر بحث کو بڑا اچھا حل کیا گیا ہے۔ براہ کرم ایک نظر ملاحظہ فرمائیں اور اس کے متعلق اپنے عندیہ سے آگاہ فرمائیں۔ اسلامی فقہ کی کئی کتابیں ایسے ہبہ کو باطل قرار دیتی ہیں مثلاً مغنی ابن قدامہ جلد ۶ ص۲۶۲ فتح الباری جلد ۵ ص۱۶۳ اختیارات ابن تیمیہ جلد ۵ ص۱۰۰ زرقانی۔ دلیل الطالب ص۹۰ اس تحقیقات کے بعد آگاہ فرمائیں۔ کہ صوبائی اسمبلی میں اس قانونی سقم کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی بل پیش کیا جائے تو آپ اسے ایک اچھا سمجھ کر تعاون فرمائیں گے۔ یہ کہ اسمبلی بل پر اپنے دستخط کرکے اس بل کو شرعی جواز کی سند بخش سکتے ہیں۔ بل کی نقل لف ہذا ہے۔ کچھ علماء نے اس بل پر دستخط کر دیئے ہیں۔ فہرست لف ہذا ہے۔ فقط

جواب۔ مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط پہنچا۔ یہ جذبہ تو قابل قدر ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح کی ہر صورت اختیار کی جائے۔ لیکن اگر صحیح طریقہ سے ہو تو صحیح ہے۔ ورنہ بجائے اصلاح کے فساد کا ذریعہ بننے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور پھر اہم امور مقدم ہونے چاہئیں۔

[1] درمختار میں باب رجوع فی الہبہ سے کچھ پہلے قاضی خان سے نقل ہے کہ محبت میں بعض بچوں کو بعض پر فضیلت دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ دل کا عمل ہے اور ایسے ہی فضیلت ہبہ وعطایا میں بھی اگر کسی کو ضرر دینا مقصود نہ ہو اور اگر ضرر پہنچانے کا مقصد ہوگا تو برابر دینا واجب ہوگا لڑکی کو لڑکے کے برابر دے یہ امام ثانیؒ کے نزدیک ہے اس پر فتویٰ ہے شامی میں ہے یعنی امام ابو یوسف کے قول پر کہ لڑکی لڑکے میں نصف نصف کرنا ⅓ ⅔ کرنے سے جو امام محمدؒ کا قول ہے۔ افضل ہے

[2] امام محمد کہتے ہیں اوپر کی سب حدیثوں کے مضمون کو ہم (حنفیہ) اختیار کرتے ہیں آدمی کے لئے مستحب ہے کہ عطیہ میں اپنے بچوں میں برابری کرے اور کسی کو کسی پر فضیلت نہ دے[3] چاہئے یعنی مستحب ہے[4] واجب ہے[5] میراث کی طرح لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے برابر

[3] اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو تاکیدی حکم دیتے ہیں۔ اولاد کے بارہ میں کہ مذکر (لڑکے) کے لئے دو مؤنث (لڑکیوں) کے حصہ کے مثل ہے۔

خطبہ جمعہ

۲۸ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ بمطابق ۷ر جولائی ۱۹۶۷ء

کائنات کی بقاء ذکر اللہ پر موقوف ہے

اس لئے

یادِ خداوندی اور نیکی پھیلانے سے غفلت نہ برتیے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

حدیث شریف میں آتا ہے :-
عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی لَا یُقَالَ اَللّٰہ اَللّٰہ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ عَلٰی اَحَدٍ یَقُوْلُ اَللّٰہ اَللّٰہ - (رواہ مسلم)

حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک (ایسا وقت نہ آجائے) کہ بالکل نہ کہا جائے "اللہ اللہ"۔ اور اس حدیث کو بعض راویوں نے اس طرح نقل کیا ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی کسی ایسے شخص پر جو کہتا ہو "اللہ اللہ"۔

ایک اور حدیث میں اس طرح آتا ہے :-
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ الْخَلْقِ - (رواہ مسلم)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت نہیں ہوگی مگر بدترین آدمیوں پر۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب تک دنیا میں اللہ کا نام لینے والے، یادِ خداوندی کرنے والے، ناموسِ اسلام پر کٹ مرنے والے، اللہ تعالےٰ کے دین کی نشر و اشاعت کرنے والے، شریعت حقہ کو شعار بنانے والے تقوےٰ شعار لوگ موجود ہیں اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی اور یہ کائنات باقی رہے گی ——— جس وقت کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ ہوگا۔ دنیا بدکرداروں، بداطواروں اور برائیوں میں گرفتار افراد کا مسکن بن جائے گی تو یہ نظامِ کائنات زیر و زبر ہو جائے گا اور دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔

مقصد

یہ ہے کہ دنیا کی بقاء نامِ خدا اور نیکی پر ہے۔ جب اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا اور ہر طرف بدی مسلط ہو جائے گی تو قیامت آجائے گی۔ پس ہمیں ہر گھڑی اللہ کی یاد میں لگے رہنا چاہئیے۔ اور نیکی کو پھیلانے اور بدی کو مٹانے کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جانا چاہئیے۔

بزرگانِ محترم! یہ بات ہرگز فراموش نہ فرمایئے کہ اللہ کا نام لینے کی توفیق اسی کو ہوتی ہے اور اللہ کا نام بھی اسی دل میں گھر کرتا ہے جس میں نیکی، تقوےٰ اور خوفِ خدا کی حکمرانی ہو ——— رزقِ حلال اللہ اللہ کرنے کے لئے لازم و ضروری چیز ہے۔ حرام خور کے دل میں اللہ کے نام کی محبت اور یادِ خداوندی کا ذوق و شوق پیدا نہیں ہوتا۔

ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں جی نہیں لگتا، ذکر اللہ اور یادِ خداوندی کی رغبت پیدا نہیں ہوتی۔ تو میں انہیں کہا کرتا ہوں کہ تمہارے کھانے میں بدپرہیزی ہوتی ہوگی، تم نے مالِ حرام کھایا ہوگا اس لئے اللہ تعالےٰ کا نام لینے کی طرف طبیعت رغبت نہیں کرتی۔ یاد رکھو! حرام کھانے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اوّل تو نیکی کی توفیق نہیں ہوتی اور اگر انسان یادِ الٰہی کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے تو اس کی طبیعت نہیں لگتی وہ نمازیں جلدی جلدی پڑھتا ہے اس کو نمازوں اور ذکر الٰہی میں لطف و سرور حاصل نہیں ہوتا۔

خوب جان لیجئے کہ نیکی کی توفیق کا نہ ہونا، یادِ خدا میں دل نہ لگنا اور برائی کی طرف رغبت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کو حلال روزی اور نیک صحبت میسّر نہیں آتی۔ اگر حلال روزی اور صحبتِ نیک میسّر آجائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ عبادت میں دل نہ لگے۔

ہمارے آقا و مولیٰ سیّدِ دو عالم، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ حرام مال سے پلا ہوا گوشت جنت میں نہیں جائے گا ——— اللہ تعالیٰ کو حرام مال سے اتنی نفرت ہے کہ حرام کھانے والے کو وہ اپنے نام کی لذت اور شوق ہی نصیب نہیں فرماتے۔

اللہ والوں کی صحبت

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ انسان کے دل میں حرام خوری کی نفرت

اور یادِ خدا کی رغبت، بزرگانِ دین اور صوفیائے عظام کی صحبت اور تربیت سے پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص اللہ والوں کی صحبت میں آئے وہ اسے اپنی توجہاتِ باطنی اور رحمتِ خداوندی سے گناہوں اور روحانی بیماریوں سے پاک کر دیتے ہیں۔ پھر انسان حرام چیزیں تو کجا مشتبہ چیزیں کھانے سے بھی گریز کرتا ہے۔ اور اسے یادِ الٰہی میں لطف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھئے! اللہ والے وہ ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے ــــ وہ سب سے توڑیں اور رب سے جوڑیں ــ اُن کی صحبت میں اللہ کی محبت اور خدا و رسولؐ سے عشق پیدا ہو۔ اللہ والے انسان کو یادِ الٰہی کے طریقے سکھاتے اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کراتے ہیں ــــ چنانچہ کثرتِ ذکر کی وجہ سے انسان شیطان کے پنجے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور پھر ہر جگہ ذکرِ الٰہی کے پہرے بیٹھ جاتے ہیں ــ دل کی طرف سے اگر شیطان آئے تو لطیفۂ قلبی سے اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے، اگر نفس کی طرف سے شیطان حملہ آور ہو تو لطیفۂ نفسی سے اس کا وار روکا جاتا ہے اور اگر دماغ اور پیشانی کی طرف سے شیطان اثر انداز ہونے کی کوشش کرے تو لطیفۂ اخفیٰ اور خفی سے بچاؤ کیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ انسان کثرتِ ذکر اللہ سے شیطان کے ہر حملہ اور وار سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ ہو جاتا ہے

ہر کام عبادت بن سکتا ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ والوں کی تعلیم ایسی ہوتی ہے کہ ان کا سارا وقت اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں ہر منٹ اور ہر سیکنڈ اللہ تعالیٰ کی یاد میں گذرتا ہے۔ اگر انسان ہر کام سے پہلے یہ سوچ لے کہ اس میں اللہ راضی ہے کہ نہیں اور جس کام میں اللہ راضی ہو وہ کرے اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی والے کام چھوڑ دے تو اس کا تمام وقت عبادت بن جاتا ہے ــــ اگر کوئی شخص اس نیت سے کہ نماز میں اطمینان حاصل رہے پیشاب، پاخانہ سے فارغ ہوتا ہے، حج کرنے کی نیت سے روپیہ کماتا ہے، رمضان کے دنوں میں روزہ افطار کرنے کے لئے اور سحری کے اہتمام کی نیت سے کھانے پینے کا انتظام کرتا ہے اور کاروبار وغیرہ اس لئے کرتا ہے کہ بال بچوں کا پیٹ اللہ کے حکم کے مطابق پالنا ہے، فوج میں اس لئے بھرتی ہوتا ہے کہ مملکتِ اسلامیہ کی حفاظت کرنی اور اعلاء کلمۃ الحق کو بلند کرنا ہے وغیرہ وغیرہ تو یہ سارے کام اس کے عبادت بن جاتے ہیں صرف شرط یہ ہے کہ انسان ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی نیت کرے اور یہ سمجھے کہ میں یہ کام فقط اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور رضاء کے لئے کر رہا ہوں۔ کوئی کام لوگوں کو دکھانے اور نمائش و نمود کے لئے نہ ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے اللہ تعالےٰ کے دین کی نصرت کے لئے آپ جو کچھ بھی خرچ کریں گے اللہ تعالےٰ اُس سے بڑھا چڑھا کر تمہیں دنیا و آخرت میں دیں گے۔

یاد رکھئے۔ اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو حق تعالےٰ سبحانہٗ اس کا بدلہ دس گُنا، سَو گُنا بلکہ سات سو گُنا اور بعض اوقات اس سے زیادہ دیتے ہیں لیکن اگر کوئی گناہ کرے تو اس کی سزا فقط گناہ کے موافق ہی ہوگی۔ مزید برآں توبہ کرنے سے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گناہوں کی بخشش کے اللہ تعالےٰ نے سو ذرائع رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ محض اپنے بندوں پر اس کی کریمی و رحیمی اور شفقت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو سچی توبہ کرنے اور اپنے گھر کی زیارت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

جو سرور، اطمینان، نور اور دل کو تازگی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں حاصل ہوتی ہے اُس کا آپ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے۔ اگر انسان ایک دفعہ وہاں چلا جائے تو بار بار وہاں جانے کو دل چاہتا ہے۔

اللہ، اللہ! وہ کیا ہی پیارا، روح پرور اور رقت انگیز منظر ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے گناہوں کی معافی کے لئے اللہ کے حضور اس کے گھر میں روتے اور گڑگڑاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے سامنے ہدیۂ درود و سلام پیش کرنے کے لئے مضطرب رہتے ہیں اور وہاں پہنچ کر دل یادِ الٰہی میں شاغل اور مستغرق ہو جاتے ہیں بس ہر وقت اللہ اللہ کرنے کی دھن لگی ہوتی ہے ــ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کے گناہ معاف فرمائے اور ہمیں اپنی یاد اور اپنے گھر کی حاضری کی نعمت سے بار بار نوازے۔ آمین!

محترم حضرات! یادِ الٰہی اور نماز میں خضوع و خشوع سے اب بھی سرور و لطف اور چین نصیب ہو سکتا ہے بشرطیکہ نیت میں اخلاص، آئینۂ دل صاف و شفاف اور اللہ والوں کی صحبت میسّر ہو۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی صحبت میں رہ کر تربیت کرانے سے دل ہر وقت یادِ الٰہی میں شاغل رہتا ہے، تمام لطائف روشن ہو جاتے ہیں، لطیفۂ قلبی چلتے پھرتے حرکت میں رہتا ہے اور پاس انفاس کا اس درجہ اہتمام ہو جاتا ہے کہ سوتے میں بھی انسان کا قلب یادِ خدا میں جاری رہتا ہے ــــ پس جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے ذوق و شوق عطا فرمایا ہے وہ بڑھ چڑھ کر یادِ الٰہی میں حصۂ وافر حاصل کرنے کی دُھن میں مگن رہتے ہیں ــ اور اونچے مقامات حاصل کر لیتے ہیں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی یاد سے حصۂ وافر عطا فرمائے، غفلت سے بچائے، نیکی پھیلانے اور کثرت سے ذکر اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اسی پر کائنات کی بقاء موقوف ہے۔

وما علینا الا البلاغ

مولانا حفظ الرحمنؒ

گزشتہ سے پیوستہ

آفتابِ روحانیت کی نمود

سوشلزم، نیشنل ازم کے پیچھے ہم پھر رہے ہیں سمجھتے ہیں۔ کہ کمیونزم کے ذریعہ سماجی زندگی بن سکتی ہے۔ ایسے موقع پر کارل مارکس کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن رسول اکرمؐ اور اصحاب کرام .... کا نام نہیں لیا جاتا، دولت سمٹ کر چند لوگوں کے پاس نہ رہ جائے اس لئے زکوٰۃ کا حکم دیتے ہوئے علیؓ نے کہا وہ حکومت مٹ جانے کے لائق ہے۔ جہاں کے لوگ بھوکے ہوں۔ دولت مندوں کے ظالمانہ سماج کو مٹانا ہوگا۔

دنیا کے لوگ غلط طریقہ پر طبقاتی جنگ پیدا کرتے ہیں۔ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں۔ کہ ہر شخص کو جائز طور پر کمانے کا حق ہے۔ لیکن اس کی کمائی میں دوسروں کا بھی حق ہے۔

حضرت عمرؓ نے یہی کرکے دکھایا کہ جن کے زمانہ میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ملتا تھا اور بیت المال میں جمع کردی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ کسی یہودی کو دروازہ پر سوال کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تو بھیک مانگتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ساری عمر کما کر ٹیکس دیتا رہا، اب آنکھ سے کمزور ہوگیا ہوں تو بھیک نہ مانگوں عمرؓ سے اتنا بھی تو نہ ہوا کہ وظیفہ باندھ دیتے۔ آپ سنکر آبدیدہ ہوگئے اور اسی وقت سے اس کا وظیفہ باندھ دیا۔

اے مسلمان تو اپنوں کی نہیں سنتا رسول اکرمؐ کی زندگی کو نہیں دیکھتا۔ مگر کارل مارکس کو دیکھ رہا ہے۔ تجھ میں اتنی گراوٹ پیدا ہوگئی ہے۔ کہ آج دنیا کہتی ہے۔ کہ اسلام اور ہے اور مسلمان اور ہے۔

سلمان فارسیؓ رسول اکرمؐ کے وصال کے بعد ایران چلے جاتے ہیں۔ کچھ ہی دن کے بعد ان کو دیکھ کر سینکڑوں مسلمان ہوجاتے ہیں ایک یہودی حیرت زدہ ہوکر لوگوں سے پوچھتا ہے جواب عام ہے کہ ان کی نظر ہمیشہ نیچی رہتی ہے۔ ایمانداری اور شرافت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ جسے دیکھ کر لوگ مسلمان ہوجاتے ہیں۔ لیکن آج مسلمانوں نے اپنی زندگی فراموش کردی۔ ہم کیوں پسماندہ ہیں؟ کیوں ذلیل ہیں؟

کہتے ہیں کہ طاقت نہیں ہے۔ اقتدار بے شک ضروری ہے مگر اسلام کا کہنا ہے کہ حکومت ہی مدار عزت نہیں ہے۔ کردار کی تعلیم رسول اکرمؐ نے دی تھی۔ اس کی ضرورت مقدم ہے اخلاق کریمانہ کے رسول پیکر تھے۔ اور اسی کا سبق دیا۔ انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ (۱) راحت اور (۲) دکھ۔ آئیے دیکھیں کہ رسول اکرمؐ نے اپنے منصب کو پورا کرنے میں کس کو اپنایا۔ تاریخ دیکھئے آپ باہر نکلتے ہیں۔ تو لوگ کوکرو بچھا دیتے ہیں۔ جسم اطہر پر کوڑا پھینکا جاتا ہے۔ نماز پڑھتے ہیں تو گردن پر اونٹ کی اوجھ ڈال دی جاتی ہے۔ چادر ڈال کر گلا گھونٹا جاتا ہے۔ کمان مار کر چہرہ زخمی کر دیا جاتا ہے۔ آپ سبھی کچھ برداشت کرتے ہیں۔

جسم اطہر پر ایک دن غلاظت کے نہ پھینکے جانے پر دریافت کیا کہ آج کیا بات ہے۔ کہ غلاظت پھینکنے والی عورت بیمار ہوگئی ہے۔ آپ اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے ہیں۔ پوچھتی ہے کیسی حالت ہے یہ تھا آپ کا اخلاق۔ درحقیقت اخلاق کی طاقت اور کردار کی بلندی وہ تلوار ہے۔ جو دلوں کو فتح کرتی ہے ؎

تِرا درد، درد تنہا میرا غم غم زمانہ!
جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ!

دارالندوہ میں میٹنگ ہوتی ہے۔ رسول اکرمؐ کے خلاف متحدہ محاذ قائم کیا جاتا ہے۔ کافی بحث و مباحثہ کے بعد ایک نے مجمع سے ہاتھ اُٹھایا کہ میں ابھی جاکر محمدؐ کا قصہ پاک کئے دیتا ہوں۔

ابوالحکم بن ہشام نے کھڑے ہوکر روکا اور کہا کہ قریش کے جو بارہ۱۲ کی تعداد میں بڑے بڑے قبیلے ہیں، ان میں سے ایک ایک بہادر نوجوان کو تلوار دے کر بھیج دیں۔ مکان سے جیسے ہی باہر نکلیں۔ سب ایک ساتھ حملہ کردیں۔ اور ختم کردیں۔ اس طرح کہ ایک ہی وار سب مل کر کریں۔ جس سے یہ ہوگا کہ بنو عبدمناف اکیلے سارے قبیلوں سے خون کا بدلہ نہ لے سکیں گے۔ بالآخر ان کو دیت دی جائے گی۔ یہ طے کرنے کے بعد سب رسول اکرمؐ کے چچا ابو طالب کے پاس گئے۔ ہم لوگوں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ چچا پریشان ہوگئے۔ جب حضور تشریف لائے اور چچا کے اترے ہوئے چہرہ کو دیکھ کر خیریت پوچھی چچا نے کہا کہ ہم نے تین برس تک سوشل بائیکاٹ کے وقت مدد کی اور تمہاری پریشانی اور تکلیف میں شریک رہے۔ لیکن آج قوم نے ایسا فیصلہ کیا ہے۔ جسے ہم برداشت نہیں کرسکتے اور نہ مقابلہ کرسکتے ہیں۔

آپ اپنے مشن کو دھیما کر دیجئے۔ میں آپ کی مدد اب نہ کرسکوں گا۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا میرے خدا نے کہا ہے۔ کہ جس نے کبھی احسان کیا ہو اس کا شکریہ ادا کرو۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر یاد رہے کہ میں نے آپ کی مدد پر یہ کام نہیں کیا ہے۔ میرا سہارا خدا پر ہے۔ اسی کے سہارے پر قدم اٹھایا ہے میں باز نہیں آسکتا۔ چاہے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی لاکر کیوں نہ رکھ دیا جائے میں رک نہیں سکتا، حتیٰ کہ خدائے تعالےٰ میری سچائی کو ان پر ظاہر کردے یا میں اس کوشش میں فنا ہوجاؤں۔

سلمان فارسی اور بلال حبشی غلام ہیں ان کے آقا سے خریداری چاہی جاتی ہے۔ مگر آقا نہیں بیچتا، ان کو بچے راستوں میں گھسیٹتے پھرتے ہیں۔ لیکن زبان سے احد احد کی تکرار جاری ہے۔ آقا نے ایک دن کہا چھوڑ دے محمد (صلعم) کو دولت وحشمت سب کچھ دوں گا۔ ورنہ ایک ایک جوڑ کاٹ کر مار دوں گا۔ مگر جواب دیا جاتا ہے کہ آقا تو نے خریدا ہے جسم ترا ہے۔ تو اسے کاٹ سکتا ہے۔ لیکن روح نہیں خریدی ہے۔ روح کا تعلق رسول سے ہے تو روح کو نہیں کاٹ سکتا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب شہر مکہ کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت کو جانا پڑا۔ وہاں پہونچنے پر تین قسم کے مخالفین کا مقابلہ کرنا پڑا (۱) یہود (۲) قریش (۳) اور مشرکین فتنہ و فساد ظلم و بے انصافی۔ بدامنی اور بدی کو مٹانے کے لئے متعدد جنگیں لڑنی پڑیں۔ ایک بار ایسی شرطوں پر بھی معاہدۂ صلح کرلیا۔ جو کھلے طور پر کمزوری کے مترادف تھیں۔ مگر آپ کے ہم وطن ان شرطوں پر بھی قائم نہ رہے۔ اور صلح کے برخلاف رسول اکرمؐ کی پناہ میں آئے ہوئے لوگوں کو قتل کردیا گیا۔ خدا کے پیغمبر کو ان کے خلاف اقدام کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا دس ہزار کی فوج کے ساتھ مکہ پر چڑھائی ہوئی ہے ابوسفیان نے صلح کرنی چاہی آپ نے فرمایا کہ اگر ایک ایک مسلمان کو قتل کردیتے پھر بھی شاید انتقام نہ لینا لیکن محمدؐ نے جن کو پناہ دی ان

کو قتل کر دیا - اسے برداشت نہیں کر سکتے حضرت سعد بن عبادہؓ انصار کی فوج کے علمبردار تھے - ابوسفیان کو دیکھ کر کہا آج گھمسان کا دن ہے - حق باطل کا فیصلہ ہوگا - آج کعبہ حلال کر دیا جائے گا ابوسفیان نے رسول اکرمؐ کو توجہ دلائی - تو جھنڈا لے کر ان کے بیٹے کو دے دیا اور کہا جاؤ - ابن عبادہ جاؤ - کہو آج جنگ کا دن نہیں ہے - آج رحمت عالم کی رحمت کا دن ہے - آج کعبہ میں جنگ نہ ہوگی - آج کعبہ کو غلاف چڑھایا جائے گا آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے

رسول اکرمؐ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے قلب مبارک اپنے خدا کے فضل و احسان کے بارے جھک گیا - یہاں تک کہ سر اقدس اونٹ کے کجاوے سے جا لگا - اہل مکہ گرفتار ہوکر سامنے پیش ہوتے ہیں - پوچھا تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے - جواب دیا کہ ہم بہادر ہیں - آپ کے ساتھی اگر ہماری گرفت میں آتے تو ہم سب کو قتل کر ڈالتے اور یہی آپ کو بھی حق ہے - آپ نے ارشاد فرمایا - میں تمہیں قتل کروں گا ؟ خدا نے تو اتنی بھی اجازت نہیں دی کہ تمہیں ملامت بھی کروں -

آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ - تم ہر جرم و خطا سے بری ہو مشکیں کھولدی گئیں - اور سب آزاد کر دئے گئے یہ تھی رحمت عالم کی شفقت لا انتہا -

مورخ کہتا ہے کہ تین دن کے بعد اہل مکہ حاضر ہوئے اور کہا کہ ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم اسلام لے آئیں - ارشاد ہوا کہ تین دن کے بعد کیوں آئے - جواب دیا - کھولنے کے بعد ہی فوراً اسلام لے آتے تو دنیا کہتی مرعوب ہوکر ایسا کیا اور ہمیں یہ بھی دیکھنا تھا کہ دنیا کے دکھانے کے لئے تو درگزر نہیں کیا گیا ہے - مبادا دھوکا ہی دیا گیا ہو بعد میں پکڑ کر قتل کر دیا جائے گا - لیکن آج ہم مطمئن ہوکر آئے ہیں - اور خوشی کے ساتھ اسلام قبول کر رہے ہیں -

رسول اکرمؐ نے مسلمان کو برتری اور مردانگی کا سبق پڑھایا ہے - مسلمان اگر بزدل ہے - تو وہ مسلمان نہیں ہے - بہادری سے مراد یہ نہیں ہے - جیسا کہ انسان کی فطرت ہے - کہ دولت ہونے پر پڑوسی کو ستاتا ہے - قوت ملے تو زیر دستوں کی مدد کر مصیبت پڑے تو خدا کا شاکر رہو رسول اکرمؐ کی شکر گزاری کا کیا کہنا ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں حضرت عائشہؓ پوچھتیں - آپ تو گناہ سے پاک ہیں ؟ جواب دیا جاتا کیا شکر گزار نہ بنوں - سارے عالم کے رہنما رات بسر کرتے ہیں ایک ایسی تنگ جھونپڑی میں کھڑے ہونے پر چھت سر سے لگتی تھی ، اور نماز میں سجدہ کرنے پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پیر سمٹانے پڑتے ہیں - صبح جج کی حیثیت سے قوموں کے فیصلے کرتے ہیں دوپہر کو دوستوں کے بیچ بیٹھے ہیں - شفقت و محبت کی باتیں کر رہے ہیں - لیکن ان میں آپ کسی امتیازی مقام پر نہیں بیٹھتے - اجنبی کی نگاہیں آپ کو شناخت کرنے سے قاصر ہوتی ہیں - دھوپ پڑنے پر جب ایک جاں نثار آپ پر چادر تان لیتے ہیں تب معلوم ہوتا ہے - کہ رحمت عالم آپ ہی ہیں -

آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی سیرۂ پاک سے دنیا پر واضح کر دیا - کہ اہل و عیال میں بہترین شوہر میدان جنگ میں بہترین کمانڈر انچیف عبادت گزاروں میں شب زندہ دار بہترین جج اور بہترین دوست ، بہترین مدبر ، اور بہترین رہنما ہمہ صفات سے متصف ، ایسی ہستی کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے

حضرت سلیمانؑ اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہی حضرت موسیٰؑ نے فرعونی طاقت کے سامنے غضبناکی اور مردانگی کا مظاہرہ کیا اور عیسیٰؑ نے نرمی کا درس کہ ایک گال پر اگر کوئی طمانچہ مارے تو ہم دوسرا بھی پیش کر دو رسول اکرمؐ نے دونوں چیزیں پیش کیں کہ بدلہ برابر کا لو اگر معاف کر دو تو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کام ہے - لیکن زیادتی کسی حالت میں نہ کی جائے -

آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ رہبانیت ، اور جوگی بننے کی اسلام میں ضرورت نہیں ہے - پہاڑ کی کھوہ میں عبادت کرنے والے سے وہ بہتر ہے - جو بال بچوں میں رہ کر دنیا داری کے ساتھ خدا نہ بھولے انسان کی تخلیق فطرت الٰہی پر ہوتی ہے - اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا - اسلام نے جماعتی زندگی بخشی ہے - جماعت کے ساتھ نماز ایک ہی مہینہ میں روزوں کی اجتماعی طور پر تکمیل ایک ہی مہینہ میں فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی اور اسے اجتماعی طور پر بیت المال میں جمع کرنا ایک ہی وقت میں اجتماعی طور پر حج کی ادائیگی - یہ سب اسلام کی بخشی ہوئی اجتماعی زندگی کے مظاہرے ہیں - میدان عرفات سے گزر جانے پر حج کیوں ہو جاتا ہے ؟ ہر ملک کے ہزاروں زبانیں بولنے والے آتے ہیں لیکن وہاں ایک ہی زبان میں نماز پڑھتے ہیں - جس سے عالمگیر اجتماعیت کا مظاہرہ ہوتا ہے -

بچپن میں پڑھتے تھے کہ وحدت میں کثرت کثرت میں وحدت آج ماننا پڑتا ہے - کہ خدا تو ایک ہے - مگر وہ ہیژدہ ہزار عالم کا خالق ہے وحدت میں کثرت بنانے والا ایک ہی کہیں عالم حیوانات میں انسان ایسا ہے - کہ ایک انسان دوسرے انسان سے نہیں ملتا - اجتماعی زندگی کا نام کثرت میں وحدت ہے - اسلام کثرت میں وحدت کا داعی ہے -

آپ بازار جاتے ہیں میوہ فروش سے سیب دو دو آنے میں طے کرتے ہیں - ایک روپیہ میں آٹھ سیب خرید کرکے جاتے ہیں - راستے میں دیکھتے ہیں کہ دو سیب داغی ہیں - آپ لوٹ پڑتے ہیں - میوہ فروش بدل دیتا ہے - اس لئے کہ آپ نے ایک ایک سیب کی قیمت طے کرکے خریداری کی ہے - ہر سیب اسے اچھا ہی دینا ہوگا - آپ سبزی منڈی میں جاتے ہیں - سیب کی ایک پیٹی کی بولی بول کر لیتے ہیں - اور راستے میں دیکھتے ہیں - کچھ سیب خراب ہیں - واپس ہوکر آڑھتی سے کہتے ہیں کہ اتنے سیب داغی ہیں بدل دو وہ جواب دیتا ہے - کہ پیٹی کی قیمت آپ نے لگائی ہے - لینا ہو - تو سب لیجئے نہ لینا ہو تو سب واپس کر دیجئے - آپ آپ کو اس کی بات تسلیم کرنی پڑتی ہے - اسی طرح اللہ کے فرشتے اس بات کے لئے مامور ہیں کہ آدمی جو کام کرے اسے خدا کے سامنے حاضر کرتے رہیں - میں نے ظہر کی نماز پڑھی ، فرشتے میری نماز اللہ کے پاس لے گئے اس میں داغ دیکھے - اللہ نے کہا کہ یہ نماز اس کے منہ پر مار دو - میں نے جامع مسجد میں عصر کی نماز ادا کی نماز ایک بھاری جماعت کے ساتھ پڑھی ، اخیر تک نماز میں رہا - فرشتے پوری جماعت کی نماز کو لے گئے اللہ پاک نے دیکھا اور کہا دیکھو اچھی اور بری نمازوں کو چھانٹ دو فرشتے کہتے ہیں ڈھیری میں تو سب ہی شامل ہوتے ہیں - قبول کیجئے تو سب ورنہ سب واپس کر دیجئے -

حدیث میں ہے - کہ اللہ کا ارشاد ہوا ہے - کہ میں نے سب کی نماز قبول کر لی اس سے مراد ہے - کہ جماعتی زندگی بناؤ -

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں -

نماز کے متعلق

چالیس حدیثیں

مرتبہ: مولانا غلام احمد صاحب مدرسہ خدام القرآن۔ جلہ جیم (ملتان)

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

دوستو اور بزرگو! حدیث کی کتابوں میں نماز کے بارے میں بہت سی تاکید اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ان سب کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ تبرکاً چند احادیث کا صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

- اللہ جل شانہٗ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی۔ اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔
- نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔
- آدمی کے اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔
- اسلام کی علامت نماز ہے۔ جو شخص دل کو فارغ کرکے اور اوقات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر نماز پڑھے وہ مومن ہے۔
- حق تعالےٰ شانہٗ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے افضل فرض نہیں فرمائی اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو فرض کرتے تو فرشتوں کو اس کا حکم دیتے۔ فرشتے دن رات کوئی رکوع میں ہے اور کوئی سجدہ میں۔
- نماز دین کا ستون ہے۔
- نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔
- نماز مومن کا نور ہے۔
- نماز افضل جہاد ہے۔
- جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالےٰ شانہٗ اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز سے ہٹ جاتا ہے تو وہ بھی توجہ ہٹا لیتے ہیں۔
- جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے۔
- اگر کوئی نمازی کسی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے تو اس کی آگ سجدہ کی جگہ کو نہیں کھاتی۔
- اللہ تعالےٰ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام فرما دیا ہے۔
- سب سے پسندیدہ عمل وہ نماز ہے جو وقت پر پڑھی جائے۔
- اللہ جل شانہٗ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ یہ حالت پسند ہے کہ اس کو سجدہ میں پڑا ہوا دیکھیں۔ کہ پیشانی زمین سے رگڑ رہا ہے۔
- اللہ جل شانہٗ کے ساتھ آدمی کو سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے۔
- جنت کی کنجیاں نماز ہے۔
- جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ جل شانہٗ کے اور اس نمازی کے درمیان کے پردے ہٹ جاتے ہیں جب تک کہ کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔
- نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہی رہے تو کھلتا ضرور ہے۔
- نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا درجہ بدن میں۔
- نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے (نماز کے ذریعہ سے) بنا لے۔
- جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد خشوع و خضوع سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا نفل پڑھ کر اللہ جل شانہٗ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے تو اللہ تعالےٰ شانہٗ معاف فرما دیتے ہیں۔
- زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے۔
- جو شخص دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالےٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو حق تعالےٰ شانہٗ وہ دعا قبول فرما لیتے ہیں۔ خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد، مگر قبول ضرور فرماتے ہیں۔
- جو شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جس کو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروانہ مل جاتا ہے۔
- جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ تعالےٰ شانہٗ کے یہاں ایک دعا اس کی مقبول ہو جاتی ہے۔
- جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا ہے ان کے رکوع، سجدے وغیرہ کو اہتمام کے ساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا ہے۔ جنت اس پر واجب ہو جاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام۔
- مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نماز میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے اور اس کے بہکانے میں طمع کرنے لگتا ہے۔
- سب سے افضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے۔
- نماز ہر متقی کی قربانی ہے۔
- اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز کو اول وقت پڑھنا ہے۔
- صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے۔
- ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں۔
- جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو رحمتِ الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔
- افضل ترین نماز آدھی رات کی ہے مگر اس کے پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں۔

• میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور کہنے لگے - اے محمدؐ ! (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ آپؐ کتنا ہی زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے - اور جس سے چاہیں محبت کریں آخر ایک دن اس سے جدا ہونا ہے - اور آپؐ جس قسم کا بھی عمل کریں (بھلا یا برا) اس کا بدلہ ضرور ملے گا - اس میں کوئی تردّد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز ہے - اور مومن کی عزت لوگوں سے استغنا ہے -

• اخیر رات کی دو رکعتیں تمام دنیا سے افضل ہیں - اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو امت پر فرض کر دیتا -

• تہجد ضرور پڑھا کرو کہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا سبب ہے - تہجد گناہوں سے روکتا ہے اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے اس سے بدن کی تندرستی بھی ہوتی ہے -

• حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ آدمؑ کی اولاد ! تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن - میں تمام دن تیرے کاموں کی کفالت کرونگا -

•

حدیث کی کتابوں میں بہت کثرت سے نماز کے فضائل اور ترغیبیں ذکر کی گئی ہیں - چالیس کے عدد کی رعایت سے اتنے پر کفایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص ان کو حفظ کر لے تو چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت حاصل کر لے گا -

حق یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی قدر وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے اس کا مزا چکھا دیا ہو - اسی دولت کی وجہ سے حضورؐ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں فرمائی ہے - اور اسی لذت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گذار دیتے تھے - یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی - اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی - متعدد احادیث میں ارشاد نبویؐ نقل کیا گیا ہے اِتَّقُوا اللّٰہَ فِی الصَّلٰوۃِ - نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے -

حکایت

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں رات مسجد نبویؐ پر گذرا - حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے مجھے بھی شوق ہوا حضورؐ کے پیچھے نیت باندھ لی - حضورؐ سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے، میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے مگر جب وہ گذر گئیں اور رکوع نہ کیا تو میں نے سوچا کہ دو سو پر رکوع کریں گے مگر وہاں بھی نہ کیا تو مجھے خیال ہوا کہ سورت کے ختم ہی پر کریں گے - جب سورت ختم ہوئی تو حضورؐ نے کئی مرتبہ اللّٰھم لک الحمد، اللّٰھم لک الحمد - پڑھا اور سورۂ آل عمران شروع کر دی - میں سوچ میں پڑ گیا - آخر میں نے خیال کیا کہ آخر اس کے ختم پر تو رکوع کریں ہی گے - حضورؐ نے اس کو ختم فرمایا - اور تین مرتبہ اللّٰھم لک الحمد پڑھا اور سورۂ مائدہ شروع کر دی - اس کو ختم کر کے رکوع کیا اور رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے تھے - اس کے بعد دوسری رکعت میں سورہ انعام شروع کر دی - میں حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کر سکا اور مجبور ہو کر چلا آیا -

پہلی رکعت میں تقریباً پانچ سپارے ہوئے - اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا جو نہایت اطمینان سے تجوید اور ترتیل کے ساتھ ایک ایک آیت جدا جدا کر کے پڑھتے تھے - ایسی صورت میں کتنی لمبی رکعت ہوئی ہوگی - انہی وجوہ سے آپ کے پاؤں پر نماز پڑھتے پڑھتے ورم آ جاتا تھا مگر جس چیز کی لذت دل میں اتر جاتی ہے اس میں مشقت اور تکلیف دشوار نہیں رہتی -

اقوال و حکایات بزرگان دین

• ابو اسحاق سبیعی مشہور محدث ہیں سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا - اس پر افسوس کیا کرتے تھے کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے نماز کا لطف جاتا رہا - دو رکعتوں میں صرف دو سورتیں بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی جاتی ہیں زیادہ نہیں پڑھا جاتا - (تہذیب التہذیب) یہ دو سورتیں بھی پونے چار پاروں کی ہیں -

• محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا - اس کے ایک لڑکا تھا - جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں اور شوقیہ اشعار میں رہتا - وہ سوکھ کر ایسا ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑا رہ گیا - اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ تم اس کو ذرا سمجھاؤ ——— میں ایک مرتبہ اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا وہ سامنے سے گذرا - میں نے اس کو بلایا وہ آیا - سلام کر کے بیٹھ گیا - میں نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ وہ کہنے لگا - چچا! شاید آپ محنت کی کمی کا مشورہ دیں گے - چچا جان ! میں نے اس محلہ کے چند لڑکوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرتا ہے - انہوں نے کوشش اور محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلا لئے گئے - جب وہ بلائے گئے تو بڑی خوشی اور سرور کے ساتھ گئے - ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا - میرا عمل دن میں دو بار ان پر ظاہر ہوتا ہوگا - وہ کیا کہیں گے - جب اس میں کوتاہی پائیں گے - چچا جان ! ان نوجوانوں نے بڑے بڑے مجاہدے کئے - ان کے مجاہدے اور محنتیں بیان کرنے لگا - جن کو سن کر ہم لوگ متحیّر رہ گئے - اس کے بعد وہ لڑکا اٹھ کر چلا گیا - تیسرے دن ہم نے سنا کہ وہ بھی رخصت ہو گیا - رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً -

اب بھی اس گئے گزرے زمانے میں اللہ کے بندے ایسے دیکھے جاتے ہیں جو رات کا اکثر حصہ نماز میں گزار دیتے ہیں اور دن میں دین کے دوسرے کاموں تبلیغ و تعلیم میں منہمک رہتے ہیں -

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے کون شخص پاکستان میں ناواقف ہوگا - ان کے ایک خلیفہ مولانا عبدالواحد لاہوریؒ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ کیا جنت میں نماز نہ ہوگی - ؟ کسی نے عرض کیا حضرت جنت میں نماز کیوں ہو - وہ تو اعمال کے بدلے کی جگہ ہے نہ کہ عمل کرنے کی - اس پر ایک

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

مولوی عزیز الرحمن خاں بی۔اے

گوہر گنج مراد آباد

انگریزوں کے ہندو پاکستان میں اقتدار کے ساتھ مادی طرز فکر نے بھی اپنے قدم جمائے۔ نصاریٰ نے یہ بات بھانپ لی تھی کہ اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے اس ملک کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کو جو روحانیت سے بڑا شغف رکھتے ہیں مادیت کی طرف.....لایا جائے۔ اور بتدریج اُن کے ذہن و فکر کو مادہ پرست بنا دیا جائے۔ حکمراں طبقے کی ان مساعی کے باوصف ملک میں "عشق کی دوکانیں" قائم رہیں۔ جہاں ایمان و آگہی درد و محبت اور جذب و شوق کا سودا ملتا رہا عشق کی دوکانوں میں ایسی ہی ایک دوکان ابتدائی چودہویں صدی ہجری کے اولیں زمانہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ جس سے ایک زمانے نے اپنا دامن مراد بھرا۔ حضرت مولانا کی زندگی میں درد و محبت بہت نمایاں تھا۔ اُن کے حالات اور واقعات سادگی کے باوجود عجیب کیفیات اور دلکشی رکھتے ہیں اور اتباع سنت، احترام شریعت زہد و استغنا بے تکلفی و سادگی اور رسومات سے آزادی کا ایسا قابل عمل نمونہ پیش کرتے ہیں۔ جو ہماری توجہ جذب کرتا ہے۔ اور عمل پر اُکساتا ہے۔

حضرت کی ولادت ۱۲۰۹ھ میں قصبہ ملّاواں ضلع اناؤ میں ہوئی آپ کے والد حضرت شاہ اہل اللہؒ کے شیخ حضرت شاہ عبدالرحمن لکھنویؒ نے فضل الرحمن نام تجویز فرمایا۔ نام سے سنِ ولادت نکلتا ہے۔ آپ نسبًا صدیقی تھے۔ آپ کا گھرانہ اتباع شریعت اور طریقت میں مشہور تھا سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے شیخ کبیر حضرت شاہ محمد المعروف بہ شاہ مصباح العاشقینؒ کی آٹھویں پشت میں حضرتؒ تولد ہوئے آپ کے اجداد میں حضرت شہاب الدین زاہدؒ آٹھویں صدی کی ابتدا میں ہندوستان تشریف لائے اور بہار میں سکونت پذیر ہوئے اُن کے صاحبزادے داؤد سلطان فیروز شاہ کے عہد میں دہلی تشریف لائے پھر پانی پت میں مستقل قیام فرمایا۔ آپ کے صاحبزادے شاہ منکن تھے۔ اور ان کے صاحبزادے حضرت مصباح العاشقینؒ مولانا نور بن انوار انصاری فرنگی محلی اور دوسرے علماء سے لکھنو میں شرح وقایہ اور درسیات پڑھیں۔ مولانا حسن علی محدث لکھنوی کی رفاقت میں دہلی گئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ شاہ محمد آفاقؒ شاہ غلام علی المعروف بہ عبداللہ شاہ دہلویؒ اور دیگر مشائخ کبار کی صحبت میں رہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے حدیث مسلسل بالا ولیتہ اور مسلسل بالمحبتہ کی سند لی اور بخاری شریف کے کچھ حصے کی سماعت کی۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے تھے۔ کہ اگر یہ لڑکا چار ماہ میرے پاس رہ جائے۔ تو میں اسے حدیث پڑھا دوں... آپ والدہ صاحبہ کی زیادہ قیام کی اجازت نہ ہونے کے باعث نہ رک سکے دوسری بار جب دہلی آئے۔ تو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ وصال فرما چکے تھے۔ چنانچہ اُن کے نواسے شاہ اسحٰقؒ سے صحاحِ ستہ کا درس لیا۔ حضرت شاہ محمد آفاقؒ کی صحبت میں رہ کر طریقت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا اور خلیفہ مجاز مقرر ہوئے۔

اے شہ آفاق شیریں داستان
باز گو از بے نشان من نشان
صرف و نحو و منطقم راسوختی
آتش عشق خدا افروختی

ملّاواں واپس آکر چندے قیام کیا۔ پھر گنج مراد آباد منتقل ہوگئے۔ تبلیغی دورے لکھنؤ، کانپور، بنارس، قنوج وغیرہ کی طرف ہوتے رہے۔ اکثر دوروں میں مطابع میں قرآن حکیم کی کتابت کی تصحیح کا کام کرتے اور درس حدیث دیا کرتے۔ اواخر عمر میں تبلیغ کا کام گنج مراد آباد میں ہی کیا کرتے تھے۔ ہر طبقے کے لوگ نزدیک و دور سے کثیر تعداد میں آتے اور فیضیاب ہوتے

حضرت اپنی عملی زندگی میں اتباع سنت پر بڑی سختی سے کاربند تھے۔ زہد و تقویٰ احتیاط، قناعت، استغناء اور سخاوت میں دور اور نزدیک آپ کی مثال نہ تھی۔ مال کو نہ جمع کرتے تھے۔ اور نہ فقر و فاقہ سے کبھی ڈرتے تھے۔ لباس اور غذا میں نہ کوئی تکلف تھا۔ نہ اہتمام۔ کلمۂ حق بے جھجک کہتے تھے۔ علم و عمل شجاعت و کرم، جلالت و مہابت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ذکر و استحضار گریہ و زاری، حسن اخلاق، دعوت الی اللہ... اور فیض رسانی میں اپنے معاصرین میں فائق نظر آتے تھے۔ آپ کا کشف حدِ تواتر کو پہنچا ہوا تھا۔

آپ کا سراپا بہت دلکش تھا۔ بلند قامت، دوہرا بدن، گورا رنگ، چھوٹی ڈاڑھی نہایت سفید، آواز بھاری اور باطنی کیفیت میں ڈوبی ہوئی۔ ڈھیلا انگرکھا جس میں بٹن کے بجائے گھنڈی ہوتی تھی، ڈھیلا پائجامہ، دوپلی ٹوپی کانوں تک سر پر منڈھی ہوئی، کمبخت کا جوتا جس کی ایڑیاں بیٹھی ہوئی مجتہد و مجذوبانہ کے مراقبے کے اثرات تھے کہ ہر دیکھنے والا ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا تھا۔ جس سے بعضوں کو عمل تسخیر کا گمان ہوتا تھا۔ اثاث بیت مختصر ترین ایک چارپائی جس پر اواخر عمر میں دری بچھنے لگی تھی۔ مٹی کے چند برتن اور وضو کا لوٹا اور فرش پر بچھانے کو بوریہ۔ طبیعت میں بے حد سادگی تھی تصنع اور تکلف سے پاک۔ رفقا اور خدام کے کاموں میں اُن کا ہاتھ بٹاتے تھے اکثر دال ماش یا مونگ اور باجرے کی روٹی یا کبھی کھچڑی نوش فرماتے تھے۔ مقدار بہت قلیل ہوتی۔ گوشت مرغوب نہ تھا ادائے سنت کی نیت سے کبھی کبھی کھا لیتے تھے مسجد کے حجرے میں قیام فرماتے تھے۔ اور امامت خود ہی کرتے تھے۔ بیشتر اوقات قرآن کریم اور حدیث شریف کے درس میں مصروف رہا کرتے تھے۔ بزرگان دین کے تذکرے کے وقت جوش میں آکر کھڑے ہوجاتے تھے ؎

ناخوش آں وقتے کہ بر زندہ دلاں بے عشق رفت
ضائع آں روزے کہ بر مستاں بہ ہشیاری گرفت (خسرو)

کی جاگتی تصویر تھے۔ عام طور پر مقامی زبان میں کلام فرماتے مگر اہم مسائل اور علمی بات میں خالص کتابی زبان استعمال کرتے تھے۔

نماز تہجد کے سختی سے پابند تھے۔ ہر چند کمرے میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ تاہم تمام عمر سائبان میں سوئے کہ غفلت نہ ہوجائے اور وقت کا اندازہ نہ ہوسکے

سب کو تہجد کے وقت جاگنے کی تاکید فرماتے کہ اس میں بڑی فضیلت ہے اور استغفار پڑھنے کو کہتے۔ جملہ نمازیں اول وقت میں اور باجماعت ادا فرماتے طلوع آفتاب کے بعد مسافروں کو رخصت فرماتے اور اصرار کے باوجود کسی کو رکنے نہ دیتے۔ البتہ جو حضرات طلب خدا میں آتے اُن سے فوری واپسی کو نہ کہتے عموماً لوگوں کو مسجد کے دروازے تک اور علماء و اکابرین کو بستی کے باہر تک پہنچانے جاتے چلتے وقت مسافروں کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے۔ وداع کے وقت دعا یا ؎

دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

یا کوئی دوسرا شعر پڑھتے۔ اواخر عمر میں بالکل استغراق کا عالم تھا۔ کہ اکثر قریب ترین لوگوں کو بھی نہ پہچان سکتے۔ فرماتے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرنی چاہیئے۔ لطف و کیف کے وقت برمحل عشقیہ اشعار کا سمندر موجزن ہوتا جس سے سننے والوں کی آتش عشق اور آتش شوق اور بھڑک جاتی

؎ ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیث دوست کہ تکرار می کنیم

؎ دل ڈھونڈتا سینے میں مرے بو العجبی ہے
اک ڈھیر ہے یاں راکھ کا اور آگ دبی ہے

؎ ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

؎ ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

؎ پروانہ نیستم کہ بہ یکدم عدم شوم
شمعم کہ جاں گدازم و دم بر نیاورم

؎ در کنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را
بر صفحۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

؎ در خرمن کائنات کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہمہ کاہ

؎ آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند
فرزند و عزیز و خانماں را چہ کند

؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

؎ جب عشق میں تیرے بھر گئے ہم
تو ہی رہا گزر گئے ہم

؎ تیری ہی طرف کو راہ نکلی
بھولے بھٹکے جدھر گئے ہم

اور اسی قبیل کے دیگر فارسی اور اردو اشعار ورد زبان رہتے تھے جن سے اندرونی طوفان عبارت ہوتا تھا کبھی مقامی زبان میں بھی جذب نظر آتے۔

؎ کجرا دیوں تو کرکرا سرمہ دیوں نہ جائے
جن نینن مال پیو بسیں دوج کون سمائے

؎ گونا کے باجے باجن لاگے انگنا میں ٹھاڑی لجاؤں
اُن کے نام کی آسا لگی ہے جن کا محمدؐ ناؤں

؎ اپنے پیا پر تن من واروں جو واروں سو تھوڑا رے
ندیا کنارے مورلا بولے میں جانوں پیا مورا رے

؎ جن گلیاں محمدؐ چلیں وہ گلیاں میں پلکن بہوروں

ایک دن فرمایا مولانا عبدالقادر صاحب کے کلام پاک کے اردو ترجمہ سے تقریباً دو سو سال قبل بھاکھا میں قرآن شریف کا نہایت عمدہ ترجمہ ہوا ہے۔ جو ہم نے دیکھا ہے۔ فرمایا ہندی میں "اللہ" کا ترجمہ "من موہن" ہے (من بمعنی دل موہن لبھانے والے) قرآن اور حدیث کے غیر متداول معنی بتایا کرتے تھے مثلاً۔ یَضْرِبُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا کا ترجمہ فرمایا۔ مارے مارے پھرتے ہیں پورب پچھم یا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یعنی انوکھے بنانے والے آسمانوں اور زمین کے۔ یا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا یعنی دھن اور پوت سنگار ہے جیتے جی کا یا وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا۔ اور اُن کی چوکسی اُس کو تھکاتی نہیں" وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اُس کی راج چوکی میں سارے اکاس اور دھرتی سمارہے ہیں۔

حضرتؒ کو بچپن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی زیارت ہوا کرتی تھی شریعت مطہرہ کی مطابقت کے کام اور باتیں بچپن سے سرزد ہوتی تھی۔ ایک دفعہ اپنے والد صاحب کے ساتھ ملاواں سے چلے۔ طوطی کا پنجرہ ساتھ تھا راہ میں والد صاحب نے کاکن کا ایک خوشہ توڑ کر پنجرے میں ڈال دیا۔ تو آپ نے منع کیا۔ والد صاحب نے کوئی توجہ نہ دی۔ اور آگے بڑھنے لگے۔ کچھ دور جاکر جب پیچھے دیکھا تو آپ وہیں کھڑے نظر آئے حضرت نے فرمایا کہ مالک آجائے۔ اور اجازت لے لیں۔ تب آگے بڑھیں۔ والد صاحب نے وہ خوشہ پنجرے سے نکال کر پھینک دیا تب آپ آگے بڑھے۔ والد ماجد کے انتقال کے وقت آپ ۱۲ برس کے تھے والدہ معظمہ کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ والدہ خود بھی بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ ایک دفعہ بہت سخت قحط پڑا والدہ نے کسی سے گزر اوقات کے لئے سوال کرنا گوارہ نہ کیا اور قحط کی تمام مدت گھر کے درختوں کے پتوں پر گزارہ کیا۔ حضرتؒ حلال کسب معاش کے لئے کام کرنے میں عار نہ سمجھتے تھے۔

پہلی اہلیہ کے انتقال کے بعد ملاواں چھوڑ کر گنج مراد آباد چلے آئے۔ اور وہیں عقد ثانی فرمایا۔ ایک غیر آباد مسجد کو آباد کیا اور اسی کے صحن میں ایک کمرے میں تا دم آخر مقیم رہے۔ صحن مسجد کا کنواں جو بہت شور تھا اللہ تعالےٰ نے آپ کے استعمال کے لئے میٹھا کر دیا۔

نماز فجر کے بعد کچھ دیر ذکر میں مصروف رہتے۔ پھر کچھ مراقبہ کرتے۔ آنے والوں سے فرماتے جب میرے پاس بیٹھو تو میرے قلب کی طرف متوجہ ہوکر بہ نیت اکتساب فیض بیٹھو۔ طلوع آفتاب تک مسجد میں رہتے۔ اشراق ادا کرکے باہر نکلتے اور درس حدیث بڑے ذوق و شوق کے ساتھ دیتے۔ بعض حضرات کو درس کے وقت یوں معلوم ہوتا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ ایک مدرس سے فرمایا۔ کہ منطق (علوم معقول) پڑھانے سے قلب سیاہ ہوتا ہے۔ اور حدیث اور فقہ پڑھانے سے منور۔ اللہ میاں دل پر آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ علماء شریعت کی بڑی تعظیم کرتے اور خدمت میں گویا بچھے جاتے خواہ عمر میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ تعلیم امور باطنی کے مروجہ طریقے کو پسندیدہ جانتے تھے۔ فرماتے اصل بات دل کی درستگی ہے۔ اور شریعت مطہرہ کی پابندی

ایک صاحب نے سوال کیا کہ آپ کس عمل کے ذریعے اس منزل پر پہنچے؟ تو جواب دیا۔ کہ اتباع سنت نبوی سے اسی میں غوثیت ہے۔ اسی میں قطبیت فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (ہماری چال چلو تب اللہ تم کو پیار کرے گا) جو بات اتباع سنت سے حاصل ہوتی ہے۔ کسی اور عمل سے نہیں فرماتے کہ جب سجدہ کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے پیار کر لیا جنت کا مزہ برحق کوثر کا مزہ برحق مگر جو لطف نماز میں ہے۔ وہ کسی چیز میں نہیں اور کلام پاک کی تلاوت میں جو حلاوت ہے۔ اس کا جواب نہیں۔ جنت میں جب حوریں آئیں گی تو کہوں گا "قرآن سنانا ہے۔ تو سناؤ۔ ورنہ چلی جاؤ۔ یا بیٹھ کر مجھ سے قرآن سنو۔ فرمایا شیخ سے محبت کرو (تصور سے یا بلا تصور) درود شریف بکثرت پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ طالبان ذکر کو روزانہ کچھ نہ کچھ پڑھنے کے لئے ضرور بتاتے عموماً یہ معمول بتاتے اسم ذات (اللہ) کم از کم

ایک تسبیح ۔ (سو بار) سورہ اخلاص ایک تسبیح بعد نماز فجر سورہ یٰسین بعد نماز مغرب سورہ واقعہ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دو تسبیح سورہ فاتحہ دو تسبیح اتباع سنت کی تاکید فرماتے اور اُس کی یوں تعریف فرماتے کہ جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ یا فرمایا ہے۔ ویسا ہی کرے نہ کم نہ زیادہ جب افعال ظاہری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے تکلف ہونے لگیں بس وہی فنا فی الرسول کا مقام ہے یہی ولایت ہے مروجہ رسموں مثلاً سوئم، چہلم عرس وغیرہ سے منع فرماتے کہ یہ صحابہ کا عمل نہ تھا۔ اپنے عرس کے لئے بھی منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب کوئی سنے میرا انتقال ہوگیا ہے۔ تو چاروں قل پڑھ کر بخش دے بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ قبر پر کسی طرح کا اجتماع نہ ہو۔

جود وسخا کا یہ عالم تھا۔ کہ ہزاروں روپے نذرانے میں، ہرماہ آتے اور آتے ہی سب فوراً تقسیم ہوجاتے۔ کثیر رقم لنگر پر خرچ ہوتی تھی۔ اگر کوئی شادی بیاہ یا کسی اور جائز ضرورت کے لئے خرچ مانگتا تو بلا تخصیص مذہب اُسے دیدیتے تھے۔ آگ ہمیشہ روشن رکھتے جس کی وجہ یوں بیان فرماتے۔ کہ پانی یا کھانا گرم کرنے کا آرام رہتا ہے۔ اور لوگ اپنے گھروں کو بھی آگ لے جاتے ہیں۔ ایندھن کے لئے لکڑیاں اور اُپلے مہنگے داموں خریدتے تھے۔ کہ اس طرح غربا کی امداد ہوجاتی ہے۔ کلوخ کے لئے صحن مسجد میں خرید کر ڈھیلے جمع کراتے جس سے دو مقاصد پیش نظر ہوتے تھے۔ اولاً سامان طہارت ثانیاً غربا کی امداد۔

آپ کے پاس مجمع خلائق حکومت انگلشیہ کے لئے باعث تشویش ہوا۔ چنانچہ ایک انگریز افسر حقیقت حال معلوم کرنے پر مامور کیا گیا۔ وہ جب خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ اُسے ذرہ برابر بھی خاطر میں نہ لائے۔ اُس نے حضرت سے مجمع کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ میرے پاس اپنے گناہوں کی توبہ کرنے آتے ہیں اور میں اُن کا گواہ ہوجاتا ہوں۔ تم بھی شرک سے توبہ کرلو میں تمہارا بھی گواہ ہوجاؤں گا۔ وہ اس سادہ جواب سے بہت متاثر ہوا اور واپس چلا گیا۔

۲ر ربیع الاول ۱۳۱۳ھ کو زکام اور بخار سے آپ کی علالت کی ابتدا ہوئی ۷ر ربیع الاوّل کو آخری درس دیا اور (خلاف معمول) فرمایا کہ کتاب مسجد میں بند کرکے رکھ آؤ۔ حالت دن بدن گرتی گئی۔ ۱۸ر ربیع الاول کو یکایک اپنا داہنا ہاتھ دراز فرمایا۔ جیسے مصافحہ کر رہے ہوں۔ اور اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے فرمایا۔ کہ آتے ہیں کپڑے تو پہن لیں۔ جو لوگ تازہ مرید ہوئے تھے۔ اُن سے فرمایا۔ کہو مرید ہوئے ہم حضرت شاہ آفاق رحمۃ اللہ کے ہاتھ پر قادریہ خاندان میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہیں۔ دیوالی دسہرہ بسنت کچھ نہ ماننا۔ علالت کے درمیان آپ بخلاف سابقہ علالتوں کے کہ جن میں آپ آہ آہ بہت کرتے تھے زیادہ تر فَسَہِّلْ یَا اِلٰھِیْ کُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَتِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَہِّلْ پڑھتے رہتے تھے۔ ۲۰ر ربیع الاول کو سوتے سوتے اٹھ بیٹھے اور ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ بہشت ہے یہ بہشت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ ۲۱ر کو فرمایا ہم مر گئے۔ ہماری نماز جنازہ پڑھا دو۔ تم نہیں پڑھاتے۔ تو میں خود پڑھے لیتا ہوں۔ مقتدی کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لئے۔ ۲۲ر کو ؎

ماہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیثِ دوست کہ تکرار می کنیم

کی مصداق حدیث شریف سنتے رہے۔ جملہ مریدین کی کامیابی دین و دنیا و فراخی، رزق کے لئے دعا فرمائی۔ شام تنفس تیز ہوگیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ذکر جلی کر رہے ہوں اور اسی عالم میں روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن وصال کے بعد جسم مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جس کا کپڑا جسم سے مَس ہوگیا۔ معطر ہوگیا۔ مزار مبارک گنج مرادآباد ہے؛

آپ کی اولادوں میں پہلی اہلیہ سے میاں عبدالرحیم صاحب اور میاں عبدالرحمٰن صاحب اور دوسری اہلیہ سے آحمد میاں صاحب، سید محمد صاحب اور صاحبزادی شفقت بی بی ہوئے معنوی اولاد سینکڑوں سے متجاوز ہے جن میں ندوۃ العلماء کے اکثر اساتذہ وعلماء اور بہت سے طلبہ اور مولانا سید محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء و آراکین مولانا سید ظہور الاسلام فتحپوری، مولانا نور محمد پنجابی مولانا سید تجمل حسین بہاری، مولانا حکیم سید عبدالحی رائے بریلوی، نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی، مولانا عبدالحق حقانی (صاحب تفسیر حقانی) مولانا مسیح الزمان شاہجہانپوری ناظم ندوۃ العلماء، واستاد نظام حیدرآباد، صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خاں، منشی احتشام علی کاکوروی، شیخ احمد مکی، مولانا محمد ادریس نگرامی، نواب نورالحسن خاں بھوپالی، مولانا امیر احمد سہسوانی، مولانا سید حبیب اللہ فیض آبادی (والد ماجد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ) مولانا ظہیر احسن شوق نیموی (صاحب آثار السنن) مولانا مفتی عبد اللطیف صاحب (سابق صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد) وغیرہ شامل ہیں۔

آپ کی زندگی کے حالات پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں مولانا سید محمد علی مونگیری کی ارشاد رحمانی۔ مولانا سید تجمل حسین بہاری کی فضل رحمانی اور کمالات رحمانی مولانا عبدالغفار آسیونی کی ہدیہ عشاق رحمانی نواب نورالحسن خاں (فرزند نواب صدیق حسن خاں والی بھوپال) کے رسائل شہرہ آفاق اسرار محبت، نشۂ عرفان صحیفۂ راز، نور احمدی، وادیٔ الفت مولانا حکیم سید عبدالحی کی نزہۃ الخواطر اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کی تذکرہ حضرت فضل رحمٰن گنج مرادآبادی مشہور ہیں۔

نماز

مومن کو ہر برائی سے رکھتی ہے دُور دُور
بطحا کے تاجدارؐ کی آنکھوں کا ہے سرور

ارکانِ دیں میں سب سے مقدم نماز ہے
راسخ اسی سے ہوتا ہے اسلام کا شعور

پاکیزگی قلب و نظر کے لئے عزیز
اکسیر ہے نماز یہ فرما گئے حضورؐ

مولا سے ہمکلام کراتی ہے پانچ وقت
موسٰیؑ اسی کے واسطے پہنچے تھے کوہ طور

مقبول بارگاہِ معلے ہے انکسار
بھاتا نہیں ہے اُس کو کسی طور بھی غرور

چہرہ پہ اک جلال ہے پابند صوم کے
لاریب آدمی کو بناتی ہے یہ غیور

گوہر صلوٰۃ ہدیہ معراج پاک ہے
کچھ بھی ہو اپنے وقت پر اس کو پڑھو ضرور

(تحسین الاحد گوہر دیہا ولنگر)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تقریر: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی
تحریر: محمد عثمان غنی بی، اے

(۶)

قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جب اللہ تعالیٰ کے حضور رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ پڑھا اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ کے حضور بہ توسل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا پیش کی اور آپؐ کی دعا قبول ہوئی۔ آدم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اے آدمؑ! تجھے کس طرح پتہ ہے کہ محمدؐ بھی کوئی ہستی ہے؟ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب العالمین! جب مجھ میں شعور آیا، میں نے آنکھیں کھولیں، یہ میرا مٹی کا جو پتلا تھا اس میں روح پیدا ہوا تیرے حکم سے، میں نے دیکھا کہ تیرے عرش کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط۔ تو جس کا نام عرش مجید میں لکھا ہو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جس کے نام کو حضرت آدمؑ نے پڑھا ہو، جس کے نام کو حضرت نوحؑ نے پڑھا ہو، جس کے نام کو حضرت موسیٰؑ، یحییٰؑ اور زکریاؑ، سب انبیاء علیہم السلام نے پڑھا ہو، اس کی شان عالم ارواح میں کتنی بلند ہوگی؟ حدیث کی میں نے بات پیش کی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ٥ (آل عمران میں ہے) فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ جب میں نے سب نبیوں سے مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ — جب میں نے سب نبیوں سے عہد لیا، پیمان لیا — کیا پیمان؟ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ۔ تم کو میں ایک کتاب دوں گا اور نبوت دوں گا۔ ثُمَّ — پھر بہت زمانہ بعد جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ — تمہارے پاس ایک بہت بڑا رسول آئے گا۔ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ۔ تمہاری نبوت کی تصدیق کرے گا — بڑا ہوا کہ نہ ہوا؟ ایسا رسول آئے گا جو تمہاری نبوتوں کی تصدیق کرے گا۔ مصدق بڑا ہوتا ہے کہ چھوٹا ہوتا ہے؟ "بعض لوگوں" نے ترجمہ کیا کیا کہ "کوئی رسول آئے گا" — "کوئی" نہیں۔ وہ بہت بڑا "رسول آئے گا — بہت بڑا — (صلی اللہ علیہ وسلم) — اور اس کی عظمت کی وجہ کیا ہے؟ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ جس کے متعلق وہ دنیا میں کہہ دے گا کہ وہ رسول ہے بس وہ رسول بن جائے گا۔ جس کے متعلق وہ نہ کہے گا وہ رسول نہیں ہوگا۔ آج ہم کہتے ہیں یونس علیہ السلام رسول ہیں۔ ہمیں کس نے بتایا؟ قرآن نے بتایا۔ اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ آج ہم کہتے ہیں کہ حضرت شعیب نبی ہیں — قرآن نے بتایا — آج ہم کہتے ہیں حضرت زکریا نبی ہیں — قرآن نے بتایا۔ تو جس کی نبوت کی تصدیق کر دی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، وہ نبی نبی ہوا۔ اور جس کی وہ تصدیق نہیں کریں گے وہ نبی نہیں ہوگا۔ موٹی سی بات ہے — تو شان والا نبی ہوا نا؟ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ۔ وہ رسول تمہاری تصدیق کریگا۔ آگے فرمایا۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط تم اس نبی پر ایمان لاؤ گے اور تم اس نبی کی مدد کرو گے اور اس پہ اللہ تعالےٰ نے نبیوں سے عہد لیا اور فرمایا اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ٥ چنانچہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے نبی ہیں۔ میں اور آپ کلمہ پڑھتے ہیں جناب محمد رسول اللہ کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اور باقی انبیاء اپنی امتوں سے اپنا کلمہ پڑھاتے تھے۔ امت حضرت موسیٰ علیہ السلام پڑھتی تھی کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ ط لیکن اگر آج موسیٰؑ بھی دنیا میں آجائیں تو وہ کیا پڑھیں گے؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اور حضورؐ نے فرمایا لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِىْ۔ اگر موسیٰ آج آجاتے تو اس کو میری اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔ (علیہ السلام)

تو سب نبیوں سے جس نبی کے لئے عہد لیا گیا کہ تم اس نبی پر ایمان لاؤ گے۔ چنانچہ اس عہد کو یوں پورا کیا گیا کہ شب معراج جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے بیت المقدس میں (بخاری میں اور مسلم میں موجود ہے) حضورؐ نے فرمایا کہ جب میں بیت المقدس پہنچا — ہم تو بھائی انہی سے حوالے دیتے ہیں ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

ہمارے سامنے تو قرآن اور سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مشعل راہ ہے۔ بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جب میں شب معراج بیت المقدس میں پہنچا۔ تو حضرت آدمؑ سے لے کر مسیح ابن مریمؑ تک سب نبی وہاں موجود تھے۔ اور ان سب نبیوں نے مجھے امام بنایا اور میری اقتداء میں نماز پڑھی اور یوں ثابت کیا کہ میں امام الانبیاء ہوں — (صلی اللہ علیہ وسلم)

اب نماز کس طریقے سے پڑھی جاتی ہے —؟ روح کے ساتھ؟ یا بدن کے ساتھ؟ پتہ نہیں یہ کہاں سے چکر چل پڑے۔ دنیا میں روح کے بغیر بھی کوئی کام ہوتا ہے؟ اگر آپ صبح گھر لیٹے رہیں اور آپ اپنی روح کو فیکٹری بھیج دیں اور پھر پرسوں جاویں اور کہیں کہ میں نے اپنی روح کو بھیج دیا تھا، میرا بدن تو چارپائی پر رہا اور روح کو میں نے بھیج دیا تھا تنخواہ مل جائے گی؟ آپ خود یہاں بیٹھے رہیں اور اپنی روح کو میٹروپول ہوٹل کراچی بھیج دیں تو جا وہاں سے روٹی

کھا آ تو کیا تم سیر ہو جاؤ گے؟ کیا ہے یہ؟ او بھائی! روح بدن کے بغیر بے کار ہے، بدن روح کے بغیر بے کار ہے۔ ان دونو کا اتصال ہے۔ کبھی اتصال قوی ہوتا ہے۔ اس زندگی میں اتصال قوی ہے۔ ہم دوڑتے ہیں، چلتے ہیں، یہ اتصال قوی ہے۔ کبھی اتصال ضعیف ہوتا ہے۔ دیکھو۔ جب میں بچہ تھا، آپ بچے تھے، آپ میں وہی روح تھا جو اب آپ میں ہے۔ بدلا تو نہیں۔ جو روح اس وقت تھا جب ہم آئے دنیا میں بلکہ اپنی ماں کے رحم میں جب تھے (چار مہینے کے بعد بچے کے بدن میں روح پڑ جاتی ہے، حرکت کرتا ہے وہ) اس وقت جو روح تھا ابھی تک میرے بدن میں وہی روح ہے لیکن اس وقت جو روح تھا ابھی تک میرے بدن میں وہی روح ہے لیکن اس وقت چونکہ میرا بدن کمزور تھا۔ اس روح کی قوت جو تھی وہ مخفی تھی۔ پھر جب ہم ایک دن کے ہوئے، روح کچھ اور بڑھا، ہم نے ٹانگیں وانگیں ماریں۔ پھر جب ہم ایک سال کے ہوئے، روح بیٹھنے لگا، ہم جب ذرا اور قوی ہوئے تو روح کھڑا ہو گیا۔ ہم جب تکڑے ہو گئے، روح دوڑنے لگا پھر وہی روح جب ہم بوڑھے ہو گئے کبڑا بن گیا، اندھا بن گیا۔ روح وہی ہے۔ اب اگر آدمی کہہ دے کہ جی یہ روح نہیں ہے، یہ اور ہے۔ یہی بات ہے، اب ہمارے بدن میں روح طاقت ور ہے۔ جب قبر میں لے جائیں گے وہاں بھی ہوگا۔ وہاں ضعیف ہوگا — ہوگا یقیناً — یہ بات غلط ہے کہ قبر میں روح کا تعلق بدن سے نہیں رہتا۔ حدیث کو دیکھ لیجئے یعاد الروح الحدیث اس کے بدن میں پھر روح کو لوٹایا جاتا ہے۔ اور روح کو لوٹانے کے بعد اس سے سوالات اور جوابات ہوتے ہیں۔

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (اور قرآن میں بھی ہے) فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۙ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ ۝ اگر وہ دنیا میں نیکو کار رہا تو جنت کی خوشبوئیں اور نیک لوگوں کی ملاقاتیں اور نیکوں کی وفات کا ذکر قرآن میں ہے۔ قرآن اٹھا کر دیکھ لیجئے (بروں کا ذکر بھی ہے) فرمایا۔ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ نیکوں کے گروہ میں شامل ہو اور جنت میں پہنچ جا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: ایک نیا بل

میں انگریزی نہیں جانتا اس لئے بل کو سمجھ نہیں سکتا۔ تو دستخطوں کا سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ اور ترجمہ کرانے کے لئے کس کو لاؤں کہاں سے ایسا قابل اور فارغ لاؤں۔ جو صحیح صحیح ترجمہ لکھ کر دیدے۔ اور اگر کوئی مل بھی گیا۔ تو یہ اطمینان نہیں ہو سکتا۔ کہ بل کا صحیح مفہوم یہی ہے۔ جو ترجمہ والے نے بتایا ہے۔ یا کچھ اور ہے اگر ملکی زبان اردو میں ہوتا تو اس پر کچھ عرض کرنا ممکن تھا۔ اور اس کو ایک ملکی کام تصور کیا جا سکتا تھا۔

اردو میں جو کچھ تحریر ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ اشکال تو صحیح مگر جواب جو تجویز کیا گیا ہے۔ وہ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ یہ مسئلہ ائمہ مجتہدین میں اختلافی ہے اور دو قسم کا اختلاف ہے۔ اول تو یہ کہ اولاد کو جو ہبہ کیا جائے۔ اس کو عدل و انصاف سے برابر کیا جائے۔ یہ واجب ہے یا واجب نہیں بلکہ صرف مستحب ہے۔ عینی شرح بخاری میں ہے کہ صاحب مذاہب معروفہ حضرات میں سے امام احمد اور فرقہ ظاہریہ اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک .... برابری واجب ہے۔ بعض کو دینے اور بعض کو نہ دینے پر ہبہ باطل ہوتا ہے۔ مگر امام احمد کے نزدیک لوٹا لینا واجب ہے اگر مر گیا اور نہ لوٹایا تو وہ اسی کا ہو جاتا ہے۔ رج ۱۳ ص ۱۴۲ فتح الباری شرح بخاری میں بعض مالکیہ سے بھی واجب ہونا نقل ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اپاہج ہونے یا دین میں مشغول ہونے سے زیادہ کرنا بھی جائز ہے۔ اور امت کے اکثر علماء برابر دینے کو مستحب ہی قرار دیتے ہیں۔ رج ۵ ص ۱۶۳) مغنی فقہ حنابلہ میں ج ۶ ص ۲۶۳ پر اندھا اپاہج معذور ہونے پر زیادہ جائز لکھا ہے۔ تو ہر صورت میں ہبہ کم و بیش کا باطل ہونا صرف ظاہریہ کا قول ہے۔ لہذا اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا۔ تو امت کی اکثریت کے نزدیک خلاف مستحب تو ہوگا مگر ہبہ صحیح رہے گا باطل نہ ہوگا۔ اور مستحب کے خلاف کرنا مکروہ بھی نہیں ہوتا۔

دوسرا اختلاف یہ ہے کہ برابر برابر ہر لڑکے لڑکی کو دیا جائے یا ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر جیسے کہ مرنے کے بعد میراث میں دیا جاتا ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ امام احمد بعض شافعیہ و مالکیہ اور حنفیہ میں سے امام محمد بن حسن اور بعض اور لوگ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر دینے کے قائل ہیں رج ۵ ص ۱۶۳) باقی امت کے علما برابر برابر لڑکے لڑکی کو دینے کو کہتے ہیں زندہ کو مردہ کے برابر نہیں قرار دیتے۔

جو قول آپ نے اختیار کیا ہے۔ وہ فرقہ ظاہریہ کا قول ہے۔ ساری امت کے خلاف ہے۔ سارے مسلمانوں پر اس کو مسلط کرانا اور قانون بنوا دینا سمجھ میں نہیں آتا۔ اندیشہ ہے کہ فتنہ و فساد کا سبب نہ بن جائے۔

حنفیہ کی تحقیقات اس مسئلہ میں جو ہمارے علم و تحقیق کے مطابق سب سے زیادہ پختہ ثبوت کے ساتھ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ یہی ہے کہ برابری کرنا واجب نہیں صرف مستحب ہے۔ اس کے خلاف کرنے والے کو نہ گناہ ہے۔ نہ کوئی کراہت اور زندہ کے لئے مردہ والا قاعدہ نہیں۔ کہ لڑکے کو دو لڑکی کے برابر ہو بلکہ عدل و انصاف سے دونوں کو برابر دینا مستحب ہے۔ اگر کوئی خلاف کرے گا تو ہبہ صحیح ہو جائے گا کراہت بھی نہ ہوگی۔ لیکن کسی سخت ضرورت مند کو ضرر دینے کی نیت سے ہی کرے گا۔ تو اس کا گناہ الگ ہوگا۔ حنفیہ میں سے امام محمد کا قول کہ میراث کی طرح لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر دیا جائے۔ مذہب میں قوی مضبوط دلائل سے حاصل نہیں۔ اسی لئے اس پر فتویٰ نہیں جیسے آپ کے خط میں کی درمختار کی عبارت میں یہ مذکور ہے۔ امام طحاوی نے بھی اس کو مرجوح اور دوسرے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ جو امام ابو یوسف کا یعنی ان کے واسطہ سے امام ابو حنیفہ کا ہے۔ اور بدائع الصنائع ج ۶ ص ۱۲۷ سے معلوم ہو رہا ہے۔ کہ صحیح یہ ہے کہ امام محمد نے اس بات سے رجوع

کرکے وہی مسئلہ جو امام ابو یوسف اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کا تھا اختیار کرلیا ہے اسی فتاویٰ امدادیہ میں درمختار و ردالمختار سے لے کر یہی ذکر کیا گیا ہے۔ یہی تمام علمائے احناف کا قول ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: چالیس حدیثیں

آہ کھینچی اور رونے لگے اور فرمایا کہ بغیر نماز کے جنت میں کیونکر گذرے گی۔

ایسے ہی لوگوں سے دنیا قائم ہے اور زندگی کو وصول کرنے والی حقیقت میں یہی مبارک ہستیاں ہیں۔ اللہ جل شانہٗ اپنے لطف اور اپنے پر مرمٹنے والے لوگوں کے طفیل اس روسیاہ کو بھی نواز دے تو اس کے لطف عام سے کیا بعید ہے۔ ایک پر لطف قصہ پر اس فصل کو ختم کرتا ہوں۔

حکایت

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے منبہات میں لکھا ہے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند صحابہؓ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا آپ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ آپ کے چہرے کا دیکھنا، اپنے مال کو آپ پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ ہے اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا اور پرانا کپڑا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ نے سچ کہا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ اور مجھے تین چیزیں پسند ہیں مہمان کی خدمت، گرمی کا روزہ اور دشمنوں پر تلوار۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کہ مجھے حق تعالےٰ شانہٗ نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ اگر میں (جبرئیل) دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیا پسند ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بتاؤ۔ عرض کیا۔ بھولے ہوؤں کو راستہ بتانا، غریب عبادت کرنے والوں سے محبت رکھنا اور عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا۔ اور اللہ جل جلالہٗ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اللہ کی راہ میں طاقت خرچ کرنا مال سے ہو یا جان سے اور گناہ پر ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر کرنا۔

حافظ ابن قیمؒ "زاد المعاد" میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز روزی کو کھینچنے والی ہے، صحت کی محافظ ہے، بیماریوں کو دفع کرنے والی ہے، دل کو تقویت پہنچاتی ہے، چہرہ کو خوبصورت اور منور کرتی ہے، جان کو فرحت پہنچاتی ہے، اعضاء میں نشاط پیدا کرتی ہے، کاہلی کو دفع کرتی ہے، شرح صدر کا سبب ہے، روح کی غذا ہے، دل کو منور کرتی ہے، اللہ کے نام کی محافظ ہے اور عذاب الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے، شیطان کو دور کرتی ہے اور رحمان سے قرب پیدا کرتی ہے۔ غرض روح اور بدن کی صحت کی حفاظت میں اس کو خاص دخل ہے اور دونوں چیزوں میں اس کی عجیب تاثیر ہے نیز دنیا اور آخرت کی مضرتوں کے دور کرنے میں اور دونوں جہان کے منافع پیدا کرنے میں اس کو بہت خصوصیت ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ وما علینا الا البلاغ۔

پروگرام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ

۱۴ر جولائی ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک ۳½ بجے بذریعہ ریل کار عازم راولپنڈی ہوں گے۔ وہاں سید چراغ الدین شاہ صاحب خطیب جامع مسجد نظام الدین محلہ امام باڑہ کے ہاں رات کو قیام فرمائیں گے۔

۱۵ر جولائی بروز ہفتہ۔ صبح کو بذریعہ بس مری تشریف لے جائیں گے۔ شام کو جامع مسجد شرقیہ مری میں مجلس ذکر ہوگی

۱۶ر جولائی بروز اتوار: مدرسہ دارالعلوم ربانیہ مری کے ساتویں سالانہ اجلاس اور جمعیت علماء اسلام کی کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے

۱۷ر جولائی بروز سوموار: کشمیری بازار تشریف لے جائیں گے اور رات کو حافظ غلام محمد صاحب کی دعوت پر "لنگر کسی" میں قیام ہوگا۔

۱۸ر جولائی بروز منگل: مری سے راولپنڈی تشریف لے جائیں گے۔ وہاں سے بذریعہ ریل کار دوپہر کو لاہور روانہ ہو جائیں گے انشاءاللہ! (حاجی) بشیر احمد

مدرسہ دارالعلوم ربانیہ مری کا ساتواں سالانہ

جلسہ

اور جمعیۃ العلماء اسلام مری کی دوسری سالانہ کانفرنس مورخہ ۱۴، ۱۵، ۱۶ر جولائی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام صدیق چوک مری میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں۔

پیر طریقت جامع شریعت حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور جانشین شیخ التفسیر نائب امیر جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان، گرامی قدر حضرت مولانا حافظ القرآن والحدیث محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان، ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان، مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر رسالہ "خدام الدین" لاہور، مولانا محمد الیاس صاحب لاہور، حضرت مولانا علامہ دوست محمد صاحب قریشی ملتان، مولانا ضیاء القاسمی صاحب لائلپور، حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب کیمبلپور، خطیب اسلام حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی، پیر طریقت صاحبزادہ حضرت مولانا عتیق اللہ صاحب بکوٹ شریف، مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی، مولانا سید چراغ الدین شاہ صاحب راولپنڈی، سید امین گیلانی شیخوپورہ، محمد بخش چشتی جھنگ و دیگر علماء کرام تشریف لا رہے ہیں۔

سپاسِ عقیدت

۲۹ر جون ۱۹۶۷ء کو ساڑھے پانچ بجے شام مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اعزاز میں مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے اراکین نے ایک الوداعی ضیافت کا اہتمام کیا۔

حضرت مولانا موصوف انٹرنیشنل تبلیغی اسلامی مشن انگلستان کی دعوت پر راؤ شمشیر علی خان جنرل سیکرٹری انٹرنیشنل تبلیغی اسلامی مشن کی معیت میں ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء کو بذریعہ کار انگلستان اور یورپ میں تبلیغِ اسلام کی غرض سے اور خانہ سازِ نبوت کے تار پود بکھیرنے کے لئے عازمِ انگلستان ہو رہے تھے۔ یہ تقریب مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے دفتر میں نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوئی جس میں کم و بیش ڈیڑھ سو افراد شریک ہوئے۔ شرکاء میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور، سید انور حسین نفیس رقم خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری قدس سرہٗ، میاں خان محمد کلیار ایم۔ پی۔ اے، آغا شورش کاشمیری مدیر "چٹان"، ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر "خدام الدین"، جناب حمید اصغر نجیب نائب مدیر "چٹان"، محمد حسین صاحب فوٹو گرافر "چٹان"، چوہدری ثناء اللہ بھٹہ ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام، حکیم مختار احمد الحسینی ناظم دفتر متحدہ اسلامی محاذ، چوہدری سلطان احمد ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام لاہور، خواجہ محمد صادق صاحب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، مولانا عبد الرشید ارشد، چوہدری بشیر احمد صاحب ناظم مکتبہ "القادر"، پروفیسر عبد القیوم صاحب، مسٹر رحمت علی، مولانا سید منظور احمد شاہ، مسٹر فاروقی صاحب مدیر "بصیرت" کے اسماء گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ——— اس مبارک تقریب میں محترم بلند اختر صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، پروپرائٹر ویسٹ پاک ٹریڈرز بیرون شاہ عالمی گیٹ لاہور نے مندرجہ ایڈریس پیش کیا (ادارہ)

بزرگانِ محترم! زندگی میں بارہا ایسے واقعات پیش آتے ہیں جب کسی معاملہ میں دل اور دماغ جُدا جُدا فیصلہ کرتے ہیں اور کبھی تو پھر ایسے معاملات میں پاسبانِ عقل کی نگرانی ختم کر دی جاتی ہے اور عشق و جذبات کو آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تاہم بعض امور ایسے ہوتے ہیں جہاں صرف عقل اور دماغ کے فیصلوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ کچھ اسی کشمکش سے آج ہم دو چار ہیں۔ مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے عزمِ انگلستان پر دل تو یہی چاہتا ہے کہ مولانا عمرِ خضر پائیں، اپنے وطن ہی میں رہیں اور ہم سے کبھی جدا نہ ہوں۔ کیونکہ اس قحط الرجال کے دَور میں حضرت مولانا اہلِ حق کی طرف سے باطل فرقوں کے مقابلہ میں سدِ سکندری اور شمشیرِ بے نیام سے کم نہیں۔ انہی کی ایک ذاتِ گرامی ہے جسے تمام اکابر کی دعائیں اور سرپرستی حاصل رہی ہے۔ اس صدی کے محدّثِ اعظم حضرت مولانا سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ العرب والعجم سیدی و مولائی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ، قطب العالم، امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ العصر حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے تمام بزرگ انہیں ملتِ اسلامیہ کی متاعِ عزیز اور فرقِ باطل کے خلاف حق کی تلوار سمجھتے رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی یہ محبوب ہیں اور ہم انہیں اپنا مقتدا اور قیمتی اثاثہ سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسی گراں مایہ شخصیت کی جدائی اور اس کے فیوض و برکات سے عارضی محرومی بھی دل پر پتھر رکھ کر ہی برداشت کی جا سکتی ہے۔ تاہم یورپ میں مرزائیوں اور دیگر باطل مذاہب کی دسیسہ کاریوں اور مسلمان دوستوں کی کم فرصتی اور غفلت کے پیشِ نظر حضرت مولانا کا وہاں ورودِ مسعود ہمارے معزز دوست راؤ شمشیر علی خاں اور دوسرے انگلستانی دوستوں کے نزدیک ازبس ضروری ہے اور تبلیغی تقاضوں کے مطابق ہے۔ اس لئے ہم دیارِ غیر میں بسنے والے اپنے پاکستانی بھائیوں کے جذبات کے احترام میں اور تبلیغی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دل کی بجائے دماغ کا فیصلہ ماننے پر مجبور ہوئے ہیں اور بصمیم قلب دعا کرتے ہیں کہ حضرت مولانا مدظلہٗ جہاں کہیں رہیں اور جس جگہ تشریف لے جائیں صحت و عافیت کے ساتھ خوش و خرم اور شاداں و فرحاں رہیں اور خرمنِ باطل پر بجلی بن کر ٹوٹیں اور اسے صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیں۔

آخر میں ہم حضرت مولانا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ انگلستان جا کر اُس سرزمین کو نہ بھول جائیں جہاں اُن کے مقتدا و پیشوا حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری اور امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں اور ہم ناکاروں کو بھی فراموش نہ فرمائیں جو اُن کے اکابر کے نام لیوا اور آپ کے حقیقی خدمت گذار ہیں۔ ہمیں پوری امید ہے کہ حضرت مولانا جس مقدس مشن کی تکمیل کی خاطر یورپ تشریف لے جا رہے ہیں اُس میں محبوبِ رب العالمینؐ کی ختم المرسلینی کے صدقے ضرور کامیاب ہوں گے اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت لاہوریؒ اور حضرت امیر شریعتؒ تک کے مسلک و مشرب کے محافظ ثابت ہوں گے۔

آخر میں ہم ایک مرتبہ پھر دعا کرتے ہیں کہ حضرت مولانا جس مشن کی خاطر اتنا طویل سفر اختیار کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں انہیں توقع سے زیادہ کامیابی عطا فرمائے، انہیں بیش از بیش ہمت عطا فرمائے کہ یہ اکابر کا نام مزید اونچا کر سکیں، صحت و عافیت اور ایمان و یقین کی دولت سے بہرہ ور رہیں اور باطل کے سر پہ حق کی تلوار بن کر لہراتے رہیں ؎

"ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

"بسلامت روی و باز آئی"

اس کے ساتھ ہم تمام علماء کرام اور معزز کرم فرما جماعتی حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے مقامی جماعت کی درخواست کو قبول فرما کر قدم رنجا فرمایا۔ پھر ہم آپ حضرات سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر قسم کے مفید مشوروں سے سرفراز فرماتے رہیں گے۔

(بلند اختر ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور)

اطلاعات و اعلانات

تیسرا سالانہ جلسہ

بستی نواز نگر کبیر والہ جھنگ روڈ کا تیسرا سالانہ تبلیغی جلسہ بتاریخ ۲۱ر۲۲ر جولائی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ہفتہ کی مسجد میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں مولانا مفتی محمود صاحب علامہ دوست محمد قریشی۔ علامہ عبدالستار تونسوی۔ ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین۔ علامہ عبدالشکور صاحب دین پوری۔ اور دیگر ملک کے جلیل القدر علمائے کرام تشریف لائیں گے (منتظمین جلسہ)

درس قرآن مجید کا دوسرا سالانہ مجموعہ

بحمدہ تعالیٰ طبع ہوگیا ہے خواہش مند احباب پتہ ذیل پر مطلع فرمائیں۔ ہدیہ مع محصول ڈاک صرف تین روپے

دارالارشاد - گنج جدید - ایبٹ آباد

مدرسہ حنفیہ انوار العلوم (رجسٹرڈ) راولپنڈی کا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر پانچواں

سہ روزہ

جلسہ

بتاریخ ۱۴ر۱۵ر۱۶ر جولائی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی، حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب جامی و دیگر علماء کرام و قراء حضرات شرکت فرمائیں گے

سید چراغ الدین شاہ خطیب و مہتمم مدرسہ

ضروری اطلاع

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی نماز جمعہ کے فوراً بعد ضروری کام سے باہر جا رہے ہیں اسلئے ملاقاتی حضرات ملنے کی کوشش نہ کریں۔

شیخ حسام الدین مرحوم کی وفات پر

پیغام تعزیت

علامہ خالد محمود ایم اے نے انگلستان سے ادارہ خدام الدین کے نام رئیس الاحرار شیخ حسام الدین مرحوم کی وفات پر پیغام تعزیت ارسال کیا ہے آپ نے شیخ صاحب مرحوم کو تحریک آزادی ہند کا صفِ اول کا جانباز سپاہی قرار دیتے ہوئے ان کی تمام سیاسی، ملی، دینی خدمات کو خراج تحسین ادا کیا ہے جو مرحوم نے استخلاصِ وطن استحکام پاکستان اور تحفظ ختم نبوت کے لئے سرانجام دیں آپ نے شیخ صاحب کی وفات کو پاکستان کے تمام حق پسند حلقوں کے لئے ایک عظیم صدمہ قرار دیا ہے شیخ صاحب مرحوم اس پیرانہ سالی کے باوجود اپنے حلقے کے نوجوانوں کے لئے ایک بہت بڑا سہارا تھے۔ اور قافلہ حریت کی ایک بہترین یاد تھے اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمادیں علامہ صاحب نے اس سانحہ پر مرحوم کے تمام عقیدتمندوں اور عزیزوں سے اظہار تعزیت فرمایا ہے (نور محمد انور)

دعاء مغفرت کی استدعا

میرے بزرگوار والد صاحب بعمر ۸۰ سال طویل علالت کے بعد بروز جمعہ ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء بوقت عصر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کو اپنے آبائی قبرستان میں ایک بجے رات سپرد خاک کردیا گیا ہے۔ قارئین خدام الدین سے خصوصی طور پر درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے دعا مغفرت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

عبدالواحد بیگ ملتانی مکان نمبر ۷، محلہ سادات دہلی گیٹ ملتان شہر

ضرورت خطیب

منڈی مرید کے (لاہور) کے لئے ایک خطیب کی ضرورت ہے۔ خطیب کا کسی دینی ادارے کا فارغ التحصیل ہونا اور دیوبندی مسلک کا ہونا ضروری ہے اگر کسی دیوبندی بزرگ کا بیعت بھی ہو تو اسے ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں اس پتہ پر بھیجیں۔

حکیم مختار احمد الحسینی ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن چوک رنگ محل لاہور۔

یورپ میں تبلیغ اسلام

مولانا لال حسین اختر انگلینڈ روانہ ہوگئے

۲۱ر ربیع الاول ۱۳۸۷ھ مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا لال حسین صاحب اختر آج بذریعہ کار انگلینڈ روانہ ہوگئے۔ آج مولانا کے اعزاز میں صبح سات بجے دفتر مجلس ختم نبوت میں الوداعی پارٹی ترتیب دی گئی۔ جس میں مولانا محمد علی جالندھری صدر مجلس ختم نبوت، مولانا مفتی محمود، مفتی محمد عبداللہ، حکیم سید انور علی شاہ اور دیگر معززین شہر نے شرکت فرمائی۔ اجلاس سے مولانا محمد علی۔ مولانا لال حسین مفتی محمد عبداللہ اور مفتی محمود نے خطاب کیا۔ مولانا محمد علی نے فرمایا۔ کہ ہماری مدت سے آرزو تھی کہ بیرون ملک تبلیغ اسلام کے لئے مبلغ بھیجے جائیں۔ بحمد للہ اب اس کی صورت پیدا ہوئی۔ انشاء اللہ مستقبل قریب میں مزید مبلغین اسلام روانہ کئے جائیں گے مولانا نے فرمایا۔ کہ ہماری جماعت نے بہت کوشش کی کہ ایک تبلیغی اخبار جاری کیا جائے۔ لیکن ہمیشہ حکومت کی مصلحتیں مانع رہیں۔ مولانا لال حسین اختر نے فرمایا۔ کہ آپ حضرات دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اخلاص سے تبلیغ اسلام اور مذہب باطلہ کے مقابلہ میں صداقت اسلام بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میرا سفر اسلام کے لئے مفید ثابت ہو۔

عبدالرحیم اشعر نائب ناظم مجلس ختم نبوت ملتان

بچوں کا صفحہ

رحمتِ کائنات

اَبُوالرِّیَاضْ مُحَمَّدْ اَمِیْن بہَاوَلپُورِی

کسی شخصیت کی سیرت کا اندازہ دشمنوں سے سلوک سے لگایا جاتا ہے۔ اسی کلیہ کی روشنی میں آج ہم نبیٔ رحمتؐ کی شخصیت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے اپنے جانی دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جب تک حضورؐ کمزور و ناتواں تھے۔ صبر اور دعا سے کام لیا۔ اور توانا و کامران ہوئے تو عفو و درگزر کیا۔ اور یہی فی الحقیقت نبی رحمتؐ کا خاصہ ہے ورنہ تاریخ اور مشاہدہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

یوں تو حضورؐ کی زندگی کا ایک ایک دن باعث رحمت ہے۔ مگر فتح مکہؓ کا دن حضورؐ کی رحیمی و کریمی صفات کا ایک درخشاں مظہر ہے۔ نبی رحمتؐ مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں جوان ہوئے مگر نبوت کا دعوٰے کیا تو وہاں سے نکالے گئے۔ اور آپ پر پتھر اور روڑے برسائے گئے۔ خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنا چاہی تو اونٹ کی اوجھ ڈالی گئی کلام الٰہی سنایا تو ساحر و مجنوں کہلائے۔ کسی راستے سے گزرے تو دشمن نے کانٹے بچھائے اور کوڑا کرکٹ ڈالا۔ غرضیکہ بقول حضور صلعم سب نبیوں سے زیادہ آپؐ کو ستایا گیا۔ ابوجہل نے ایذا رسانی اور اسلام دشمنی میں ۔۔۔۔ کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور حضورؐ کا سر مبارک لانے والے کے لئے سَو اونٹ کا انعام مقرر کیا۔ ابولہب نے اپنے بیٹوں سے حضورؐ کی صاحبزادیوں کو طلاق دلوائی۔ تاکہ نبی کریم کو تنگی پہنچے۔ جب مکہؓ کی زمین آپ پر تنگ کر دی گئی۔ تو مدینہ تشریف لے گئے مگر ظالموں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ چنانچہ سرداران قریش ابوجہل۔ ابولہب۔ ابوسفیان۔ عکرمہ۔ صفوان بن امیہ وغیرہ کی سازشوں کا نتیجہ جنگ بدر۔ جنگ احد۔ جنگ خندق وغیرہ کی صورت میں نمودار ہوا اور یہ سب کچھ ان لوگوں نے اسلام کو مٹانے اور حضور کو ستانے کے لئے کیا۔

جب رحمت کائنات حج کے ارادے سے نکلے تو صلح حدیبیہ کی شرائط آڑے آئیں۔ لیکن جب جابر و ظالم دشمن نے ان شرائط کو خود ہی توڑ دیا۔ تو رحمت عالم فتح مکہؓ کے ارادے سے دسویں رمضان کو نکلے اور مختلف مراحل سے گزر کر جب فاتحانہ انداز میں مکہ کے اندر داخل ہوئے تو نبی رحمت اونٹنی پر سوار سورت فتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اور سر مبارک عجز و شکر سے جھکا ہوا تھا۔ اس وقت یہی قریش مکہ لرزہ براندام تھے۔ کہ ان کا تیا پانچا ہونے والا ہے۔ کیونکہ وہ سب گردن زدنی تھے۔ مگر رحمت عالم نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ سلوک آج تک سورج کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ فاتح نے ہمیشہ مفتوح کو ذلیل کیا ہے۔ اور جوش انتقام میں خون کی ندیاں بہا دی ہیں۔ صلیبی جنگیں ویٹ نام کی لڑائی فلسطین اور کشمیر کے روح فرسا واقعات موجودہ عرب ممالک کے جاں گداز حادثات بیت المقدس کی بے حرمتی اس دعوے کی زندہ مثالیں ہیں۔ اور قرآن بھی یہی کہتا ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتا ہے۔ تو سارے نظام کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔ اور عزت دار کو بے عزت اور ذلیل کو اقتدار بخشتا ہے۔ مگر رحمت کائنات کا سلوک بالکل نرالا اور انوکھا نظر آتا ہے۔ ابوسفیان حضور کا جانی دشمن جب آپ کے پیش ہوا تو بہت شرمندہ تھا۔ مگر رحمت کائنات نے یہ کہکر گلے لگا لیا۔ کہ عم زاد کب تک روٹھے رہو گے۔ بلکہ اس کی وضع داری کا خیال فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اُسے بھی امان ہے۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

ابوجہل تو جنگ بدر میں مر چکا تھا۔ مگر اس کا بیٹا عکرمہ بھی کسی صورت میں باپ سے کم نہ تھا اور باپ کے بعد اسلام کے خلاف تمام سازشوں میں ابوسفیان کا ساتھی تھا۔ وہ اسی دشمنی کی بنا پر فتح مکہ کے دن یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اسکی بیوی ام حکیم ایمان لائیں۔ تو خاوند کی سفارش کی حضور نے امان بخشی۔ تو وہ عکرمہ کو لے کر واپس حاضر ہوئی۔ اور عکرمہ کی توقع کے خلاف جب حضورؐ نے اسے اٹھ کر گلے لگایا۔ تو وہ مسلمان ہو گیا۔ ہندہ ابوسفیان کی بیوی جس نے حضور کے مہربان چچا حضرت حمزہ کو قتل کروایا تھا۔ اور ناک اور کان گلے کا ہار بنوایا اور کلیجہ تک چبا ڈالا تھا۔ جب وہ حاضر ہوئی تو رحمت عالم نے اس سے بھی درگزر فرمایا۔ چنانچہ اس نے گھر جاکر تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور کہا کہ تمہاری ہی وجہ سے ہم آج تک خراب ہوئے۔ حضرت حمزہ کا قاتل وحشی طائف کی طرف بھاگ گیا۔ بعد میں توبہ کرکے مسلمان ہوا تو حضور نے اس سے بھی عفو و کرم کا سلوک کیا۔ وحشی نے بعد میں مسیلمہ کذاب کو حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں اسی خنجر سے قتل کرکے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کیا۔

الغرض فتح مکہ کے دن حضور نے شعب ابی طالب میں دربار عام لگایا۔ اور پوچھا۔ مجھ سے کس سلوک کی امید رکھتے ہو۔ سب نے آپ کے رحم و کرم کی تعریف کی۔ اس پر حضور نے جواب دیا کہ میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا اور ایک ہی لفظ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ کر عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ عبداللہ بن اخطل اور اس کی دو لونڈیاں حضورؐ کی ہجو کیا کرتی تھیں۔ ان کو بھی معاف کیا ہبار بن اسود جس نے حضورؐ کی صاحبزادی زینبؓ کو خنجر مار کر شہید کیا تھا۔ اسے بھی بخش دیا۔ صفوان بن امیہ فتح مکہ کے دن جدہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے بھائی عمیر کی درخواست پر حضور نے اپنی چادر مرحمت فرمائی۔ جب عتبہ اور عتیب پسران ابولہب کا معاملہ پیش ہوا۔ تو ان کو بلایا گیا۔ حضورؐ نے ان دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی اور خانہ کعبہ میں جاکر ان کے لئے دعا فرمائی یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضورؐ کی صاحبزادیوں کو طلاق دی تھی ناظرین کرام یہ تھی حضور کی رحمت اللعالمینی رؤف الرحیمی اور خلق کریمی کی ایک جھلک .... جس کے طفیل سارا عرب اسلام لے آیا۔ ستون حنانہ کا گریہ۔ ایک اونٹ کی فریاد۔ ممولہ کی تڑپ۔ ایسے واقعات ہیں کہ حضورؐ جن و بشر۔ شجر و حجر انسان و حیوان ساری کائنات کے لئے سراپا رحمت تھے۔ مدینہ میں عبداللہ بن ابی حضورؐ کا بدترین دشمن تھا۔ اس نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ مگر نبی رحمت نے اس کے مرنے پر اپنی چادر مرحمت فرمائی اور بخشش کی دعا فرمائی ؎

لاکھوں سلام آپ کی ذات کریم پر
آیا تھا کون اس طرح رحمت لئے ہوئے

۱۴ر جولائی ۱۹۶۷ء

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۴۸۱ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷۸/۳۹ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۷ء

ہمارا بیت المقدس

اظہر جلیل، لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا